نمبر ۱۱۰ ۔ ۲۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۲ھ یوم پنجشنبہ مطابق ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۳۴ء جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے کے متعلق ۱۳- مارچ بوقت چار بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو کل شام پھر سر درد کی شکایت ہو گئی- اور رات کو بھی تکلیف رہی- احباب دعا فرمائیں- اللہ تعالٰے حضور کو صحت عطا فرمائے ؛

حضرت میرزا بشیر احمدؐ صاحب ناظر تعلیم و تربیت کو اب پہلے کی نسبت خدا تعالٰے کے فضل سے افاقہ ہے ؛

حضرت ام المومنین کی طبیعت کچھ ناساز ہے۔ اسی طرح سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بھی پانچ چھ دن سے بعارضہ بخار و پیچش علیل ہیں احباب سب کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ؛

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ معہ مولوی عبد القادر صاحب ۱۳- مارچ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور کے جلسہ پر تشریف لے گئے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مخالفین کی فحش تحریریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرمایا " ہمارے اور ان کے دل اللہ تعالٰے ہی کے ہاتھ میں ہیں- خدا تعالٰے نیتوں کو خوب جانتا ہے۔ اور ان افعال کو جو ہم کر رہے ہیں دیکھتا ہے- وہ خود فیصلہ کر دے گا۔ اور سچائی پر اپنی مہر کر دے گا۔ ہم کو تو تعجب آتا ہے۔ کہ اگر یہ لوگ تقوٰے اور خدا ترسی سے کام لیتے- تو خوف کے محل اور مقام سے ڈر جاتے- اور مخالفت میں اس قدر زبان درازی نہ کرتے ؛

وہ دیکھتے۔ کہ کیا وہ وقت نہیں آیا۔ کہ مسیح موعود نازل ہو- کیا صلیب کا غلبہ نہیں؟ کیا اسلام کی توہین اور تضحیک نہیں کی جاتی- وہ دیکھتے کہ صدی میں سے انیس سال گزر گئے- اور کوئی مدعی کھڑا نہ ہوا- جو درماندہ اسلام کی حمایت کے لئے میدان میں آتا؟

پھر ضرورت اور وقت ہی پر اپنی نگاہ محدود نہ رکھتے- اگر وہ غور کرتے- تو ان کو معلوم ہوتا۔ کہ آسمان نے صاف شہادت دے دی- اور کسوف خسوف ظاہر ہو گیا- جو عظیم الشان نشان مقرر ہو چکا تھا- تائیدی نشانوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے- وہ اسے دیکھتے اور سلسلہ کی ترقیات پر غور کرتے اور سوچتے کہ کیا مفتری اسی طرح ترقی کیا کرتے ہیں ان سب امور پر یکجائی نظر کے بعد تقوٰے کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ اس قدر بین شواہد کے ہوتے ہوئے بھی اگر ان کی نگاہ تاریک تھی- تو وہ خاموش ہو جاتے- اور صبر سے انتظار کرتے۔ کہ انجام کیا ہوتا ہے- مگر یہاں تو شور عظیم میری مخالفت میں برپا کیا گیا- اور گندی گالیاں دی گئیں- جن کی نظیر پہلے مخالفوں میں بھی پائی نہیں جاتی "

(الحکم ۱۰- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء)

مولوی محمد سلیم صاحب اور مولوی عبد الرشید صاحب کو ۱۳- مارچ کیسلئے تبلیغ سرشت پور ضلع ہوشیار پور روانہ کیا گیا- جہاں مناظرہ کا بھی امکان ہے ؛

تبلیغی رپورٹ

الحرکۃ الاحمدیۃ فی الدیار العربیۃ

ترقی

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عرصہ زیر رپورٹ میں جماعتہائے بلاد عربیہ نے اخلاص ۔ علم اور اسلام کے لئے قربانی کی روح میں خاص ترقی کی ہے ۔ ایام زیر رپورٹ میں مندرجہ ذیل اصحاب داخل سلسلہ ہوئے (۱) دمشق سے السید عبد الرؤف الحصنی ۔ (۲) برجا علاقہ لبنان سے احمد عبد الجلیل (۳) برجا سے عمر علی یحییٰ (۴) قاہرہ سے عبد الساتر آفندی توکل ۔ (۵) السید محمد احمد الجمال (۶) عبد حسن محمد برکات اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ۔ کہ وہ ان تمام احباب کو استقامت ۔ اور مزید اخلاص عطا فرمائے ؞

انفرادی تبلیغ

عرصہ زیر رپورٹ میں مکان پر آنے والے ان اشخاص کی جن کو تبلیغ اسلام واحمدیت کی گئی ۔ تعداد ۵۵ ہے ۔ اور بعض دوستوں کو میں مکانات پر جا کر تبلیغ کرتا رہا ۔ ایسے لوگوں میں عیسائی ۔ یہودی اور غیر احمدی ہر طبقے کے لوگ شامل ہیں ۔ انفرادی طور پر زیر تبلیغ اشخاص کی مجموعی تعداد ۱۳۳ ہے ۔ انفرادی تبلیغ میں جماعت کے افراد نے بھی بقدر طاقت حصہ لیا ۔ حیفا میں الشیخ احمد المصری کی کوشش قابل شکریہ ہے ۔ جماعت برجا ۔ اور قاہرہ نے بھی انفرادی تبلیغ میں خوب حصہ لیا ۔ قاہرہ میں برادرم السید منیر الحصنی کے علاوہ برادرم احمد حلمی کی مساعی بھی قابل ذکر ہیں ۔ اس سلسلہ میں بعض لوگ سلسلہ کے بہت قریب ہیں ۔ حیفا کے قریب مرج ابن عامر کے شیوخ کو بھی احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا ہے ؞

دمشق میں تبلیغ

برادرم کمالہ آفندی اور اخویم مصطفےٰ نویلاتی کے خطوط سے دمشق میں انفرادی تبلیغ کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں ۔ اگرچہ رفتار کمزور ہے ۔ مگر بفضلہ تعالیٰ کام جاری ہے ۔ دمشق میں پادریوں نے قرآن مجید کی آیت یٰحسرۃ علی العباد پر اعتراض کیا تھا ۔ کہ خدا تعالیٰ کس طرح افسوس کر سکتا ہے ۔ یہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتا ۔ خاکسار نے اس کا مفصل جواب اخویم کمالہ کی معرفت ارسال کیا ۔ جس پر پادری بالکل خاموش ہو گئے ۔ السید مصطفےٰ بھی اپنے حلقہ میں ٹریکٹ باقاعدہ طور پر تقسیم کرتے ہیں ؞

لبنان میں تبلیغ

برجا سے الشیخ عبد الرحمٰن سعیفان کا خط آیا ہے جس میں تبلیغی حالات کا مفصل ذکر ہے ۔ تعلیم یافتہ طبقہ پر ہمارے رسالہ جات کا خاص اثر ہے ۔ ایک واعظ برجا میں وعظ کے لئے آیا ۔ لوگوں نے اسے الشیخ عبد الرحمٰن صاحب سے مناظرہ کے لئے کہا ۔ مگر اس نے بدیں وجہ انکار کر دیا ۔ کہ ہماری انجمن نے قادیانیوں سے گفتگو کرنے سے منع کر رکھا ہے ۔ لوگ سمجھ گئے ۔ کہ دراصل یہ اپنی کمزوری چھپاتا ہے ۔ اسی سلسلہ میں حمص سے آمدہ اطلاعات بھی امید افزا ہیں ؞

جماعتوں کے اجتماعات

حیفا اور کبابیر میں جماعت کے جلسے باقاعدہ ہوتے رہے ہیں ۔ قاہرہ میں باقاعدہ ہفتہ وار اجلاس ہوتے ہیں ۔ بلاد عربیہ میں سے سیرت النبی کا جلسہ بغداد ۔ حیفا ۔ اور قاہرہ کا قابل ذکر ہے ۔ بغداد میں اس موقعہ پر غیر مسلم اور غیر احمدی اصحاب کے علاوہ حاجی عبد اللہ صاحب مبلغ ۔ اور بابو معراج الدین صاحب احمدی نے بھی تقریریں کیں حیفا میں ایک درجن بوڑھے ۔ اور نوجوانوں نے لیکچر دیئے ۔ ایسا ہی قاہرہ میں ہوا ؞

مناظرات

کبابیر میں ایک عالم آیا ۔ اور مناظرہ کی خواہش کی ۔ میں اطلاع ملنے پر وہاں پہونچا ۔ اور رات تین گھنٹے کے قریب مناظرہ جاری رہا ۔ آخر وہ راتوں رات اس جگہ سے چلدیا ۔ احباب کی مستعدی کا یہ عالم تھا ۔ کہ میں نے دیکھا ۔ کہ ہر احمدی اس عالم سے مناظرہ کے لئے تیار تھا ۔ ایک اور شیخ کی خواہش پر میری غیر حاضری میں احمدی دوستوں نے حیفا میں مناظرہ کیا ۔ شیخ مذکور جواب دینے کی بجائے فتوے بازی پر اُتر آیا ۔ ایک معزز غیر احمدی تاجر نے اس کو سخت ملامت کی ؞

حیفا میں دہریہ نوجوانوں کی ایک انجمن ہے ۔ اس کے پریذیڈنٹ کا دعوے تھا ۔ کہ کوئی شخص مجھے عاجز نہیں کر سکتا ۔ اور خدا کی ہستی کا ثبوت نہیں دے سکتا ۔ ایک دن اس سے مناظرہ کے لئے مقرر کیا گیا ۔ موسم کی خرابی کے باعث صرف ۲۰ ۔ ۲۵ ۔ اشخاص شامل ہو سکے ۔ اس نے کہا آج میں مناظرہ کے لئے تیار نہیں ہوں ۔ صرف سرسری گفتگو کروں گا ۔ اور اصل مناظرہ بعد ازاں ہو گا ۔ میں نے کہا بہت اچھا ۔ چنانچہ سلسلۂ گفتگو قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا ۔ آخر اس نے کھلے لفظوں میں اپنی عاجزی کا اعتراف کیا ۔ اور کہا ۔ کہ میں آپ سے مناظرہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں ؞

ایک فتنہ ۔ اور منافقین کا خروج

جماعت احمدیہ مصر میں بعض لوگ صرف عہدوں کے خواہشمند اور جماعت میں شقاق پیدا کرنے کا باعث تھے ۔ گذشتہ دنوں جب مخالفین نے ہمارے مصری بھائیوں کو مختلف تکالیف پہونچائیں ۔ تو یہ لوگ اپنی کمزوری ایمان کو چھپا نہ سکے ۔ اور مخالفت سے ڈر کر ارتداد کی راہ اختیار کر لی ۔ اگرچہ ان کے خروج کا افسوس ہے ۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا نکلنا جماعت کی تقویت کا باعث ہو رہا ہے عسٰی ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم ؞

تحریری تبلیغ

عرصہ زیر رپورٹ میں (۱) ٹریکٹ "البیان الصریح فی اثبات وفاۃ المسیح" شائع کیا گیا ہے ۔ (۲) رسالہ "البشارۃ" کا نواں نمبر نومبر میں شائع کیا گیا ۔ (۳) اب رسالہ کا دسواں اور گیارھواں نمبر اخیر جنوری سنہ ۱۹۳۳ء میں شائع کیا گیا ہے ۔ (۴) سنہ ۱۹۳۳ء کی ابتداء سے عیسائی تبلیغ کے مقابلہ کے لئے ایک نیا طریق اختیار کیا گیا ہے ۔ اور وہ یہ کہ وقتاً فوقتاً عیسائیت کی تردید میں پمفلٹ شائع کئے جایا کریں ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۳ء میں ٹریکٹ "عشرون دلیلاً علی بطلان لاھوت المسیح" شائع کیا گیا ہے ۔ جو مقبول ہو رہا ہے ۔ حیفا میں جرمن مشن کے انچارج کو میں نے یہ ٹریکٹ دیا ۔ وہ پڑھ کر کہنے لگا ۔ کہ فی الواقعہ از روئے عقل تو آپ کی دلائل بالکل درست ہیں ۔ اور مسیح کی الوہیت ثابت نہیں کی جا سکتی ۔ مگر مذہب کا عقل سے کوئی جوڑ نہیں ۔ بلکہ مذہب کا تعلق دل سے ہے ۔ میں نے کہا ۔ کہ میں نے تو سب دلائل خود بائیبل سے اخذ کی ہیں ۔ جو کہ خالص مذہبی دلائل ہیں ۔ جن کا دل سے تعلق ہے ۔ پس معلوم ہوا ۔ کہ دل کے لحاظ سے بھی مسیح خدا نہیں تھے ۔ آخر میں اس نے ٹریکٹ کی سنجیدہ زبان اور نرم لہجہ کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا ؞

مسجد احمدیہ کبابیر

کبابیر کی مسجد احمدیہ کے لئے مندرجہ ذیل رقوم موصول ہوئی ہیں چندہ دہندگان کے اسماء گرامی شکریہ کے ساتھ درج ذیل ہیں :-

(۱) جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب لنڈن ۔ دو پاؤنڈ (۲) جناب مولانا درد صاحب لندن پانچ شلنگ (۳) جناب مولوی عارف صاحب لندن پانچ شلنگ ۔ (۴) حاجی عبد اللطیف صاحب بغداد چالیس شلنگ (۵) ڈاکٹر مزمل حسین صاحب بغداد چالیس شلنگ (۶) بابو معراج الدین صاحب بغداد ۔ دس شلنگ (۷) السید جمیل آفندی بغداد ۔ دس شلنگ (۸) مرزا فتح محمد صاحب بغداد چار شلنگ (۹) مولوی عبد اللہ صاحب مبلغ بغداد ایک شلنگ ۔ (۱۰) ایک غیر احمدی دوست بغداد ۔ دس شلنگ ۔ خدا تعالیٰ ان تمام دوستوں کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔ آمین ؞

کبابیر میں مدرسہ احمدیہ

میں گاہے گاہے اہل کبابیر کی تعلیم کا انتظام کرتا رہتا تھا لیکن میری خواہش تھی ۔ کہ اس کے لئے ایک باقاعدہ مدرسہ جاری کرنا چاہیئے ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ۔ کہ اس نے اس خواہش کو بھی پورا کر دیا ۔ احباب جماعت کے مشورہ سے کبابیر میں احمدیہ مدرسہ کھولا گیا ہے ۔ یکم جنوری سنہ ۱۹۳۳ء کو اس مدرسہ کا باقاعدہ افتتاح کیا گیا ۔ اس میں دن کے وقت لڑکوں کو اور رات کے وقت نوجوانوں اور کاروباری احباب کو تعلیم دی جاتی ہے ۔ دن کے مدرسہ میں ۲۰ ۔ طالب علم ۔ اور رات کے وقت ۱۵ ۔ اصحاب شامل ہوتے ہیں ۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس جگہ سو فیصدی احمدی تعلیم یافتہ ہونگے ۔ چھوٹی بچیوں کی تعلیم کا انتظام بھی زیر غور ہے ؞

میں جماعت کے تمام احباب سے درد مندانہ التجا کرتا ہوں ۔ کہ وہ اس مدرسہ کے باقاعدہ اور مستقل بننے کے لئے بھی دعا فرمائیں ۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ احمدیت کو ان ممالک میں جلد جلد پھیلائے ۔ آمین ۔ خاکسار ابو العطاء اللہ دتا جالندھری ۱۸ ۔ فروری سنہ ۱۹۳۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۱۱ قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ ذیقعد ۱۳۵۲ھ جلد ۲۱

زمینداران پنجاب کو تباہی سے بچانے کے متعلق حکومت کا فرض

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ارشاد زمینداروں کے متعلق

جماعت احمدیہ کے گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جن اہم امور کا ذکر فرمایا۔ ان میں سے ایک زمینداروں کی وُہ پُر از مصائب و مشکلات حالت تھی۔ جو مسلسل کئی سال سے ان پر مسلط چلی آ رہی ہے۔ اور جس نے اب نہایت ہی نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:-

"زمیندار اس قدر کُچلے اور مسلے جا چکے ہیں۔ کہ ان کی حالت نہایت ہی قابلِ رحم ہو گئی ہے۔ بہت سے ان میں سے مالیہ کی ادائیگی کے لئے زیوروں اور برتنوں اور دیگر اشیاء کے فروخت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور اب وُہ بالکل تہی دست ہو چکے ہیں"

اسی سلسلہ میں حضور نے پنجاب کونسل کے ممبروں کو خاص طور پر توجہ دلاتے ہُوئے فرمایا تھا۔

"ان کو چاہیئے۔ کہ رات دن ایک کر کے حکومت کو اس خطرہ سے آگاہ کریں۔ اور اسے زمینداروں کی حالت کی طرف متواتر توجہ دلائیں۔ حکومت کی یہی خیر خواہی ہے۔ یہ خیر خواہی نہیں۔ کہ اسے غافل رکھا جائے اور یہ کہا جائے۔ کہ زمینداروں کی حالت اچھی ہے۔ اور وُہ مطمئن ہیں۔ حکومت کو بتایا جائے۔ کہ زمینداروں کی حالت نہایت ہی نازک ہو چکی ہے۔ اور ملک میں تباہی پھیلتی جا رہی ہے۔ اگر اس کا انسداد نہ کیا گیا۔ تو چند سال کے بعد زمیندار ہمیشہ کے لئے تباہ ہو جائیں گے"

ہندوؤں کی مخالفت

حضور کی اس تقریر کے شائع ہونے پر ہندو اخبارات نے کہ وُہ سود خوار اور سرمایہ دار قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کی مخالفت کرتے ہُوئے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ کہ زمینداروں کی حالت زار۔ اور اس سے پیدا ہونے والے خطرات کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے۔ وُہ حد سے بڑھا ہُوا مبالغہ ہے۔ زمینداروں کو کوئی خاص مشکلات درپیش نہیں ہیں۔ جس طرح دوسرے لوگوں کو اقتصادی مشکلات کا سامنا ہے، اسی طرح زمینداروں کو ہے۔ اور اس بات کی قطعاً ضرورت نہیں ہے، کہ حکومت زمینداروں کی مشکلات کو دُور کرنے کے لئے کوئی خاص قدم اٹھائے۔ چونکہ ہندو مہاجن بیچارے زمینداروں کا نہایت بے رحمی۔ اور سنگدلی سے خون چوسنے کے عادی ہیں۔ اور ان کی دردناک چیخ و پکار سُن سُن کر ان کے دل پتھر ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کے اخبارات زمینداروں کے متعلق وُہی کچھ لکھ سکتے تھے۔ جو انہوں نے لکھا۔

زمینداران پنجاب کا مسئلہ کونسل میں

لیکن خوشی کی بات ہے۔ کہ پنجاب کونسل کے بعض فرض شناس ارکان نے کونسل کے حال کے اجلاسوں میں عموماً۔ اور بجٹ پر بحث کے دوران میں خصوصاً زمینداروں کی مالی مشکلات پر زور دیا۔ اور حکومت کو یہ بات محسوس کرانے کی کوشش کی۔ کہ زمینداروں کی مشکلات اور مصائب کو جلد سے جلد کم کرنا نہایت ضروری ہے۔ جن ممبران نے یہ اہم سوال اٹھایا۔ ان کے دلائل اور شواہد نہایت وزنی اور ناقابلِ انکار تھے۔ مثلاً مسٹر اووِن رابرٹس انگریز ممبر نے یہ امر واضح کیا۔ کہ شہری آبادی سے حکومت بذریعہ انکم ٹیکس جو کچھ وصول کرتی ہے اس کا اوسط ۴ء۲ روپے فی کس ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں دیہاتی آبادی سے جو کچھ وصول کیا جاتا ہے۔ اس کا اوسط ۲ء۴ فی کس ہے۔ پھر جہاں شہری آبادی کو ٹیکس ادا کرنے میں یہ رعائت حاصل ہے۔ کہ آمدنی کی ایک خاص مقدار ٹیکس کے بارے بالکل مستثنےٰ ہے۔ وہاں چھوٹے سے چھوٹے زمیندار کے لئے بھی مالیہ کی ادائگی لازمی ہے۔ گویا ہر زمیندار کو اپنی زمین کا مالیہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ خواہ اس زمین سے اتنی بھی پیداوار نہ ہو۔ کہ اس سے مالیہ ادا کیا جا سکے۔

زمینداروں کی مشکلات

سردار جوگندر سنگھ صاحب وزیر زراعت نے جو شمار و اعداد پیش کئے۔ ان کی بناء پر بتایا گیا۔ کہ سنہ ۱۹۱۵ء سے لے کر سنہ ۱۹۳۲ء تک پیداوار کی قیمتیں آدھی رہ گئیں۔ لیکن مالیہ ابھی تک اسی شرح پر قائم ہے۔ جبکہ پیداوار کی قیمتیں موجودہ قیمتوں سے دُگنی تھیں۔

پھر یہی نہیں۔ کہ پیداوار کی قیمتیں اب بہت گر گئی ہیں۔ بلکہ پے بہ پے فصلوں کی خرابی نے زمینداروں کی خستہ حالی میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا ہے۔ گزشتہ موسم برسات میں بارشوں کی زیادتی کی وجہ سے صُوبہ میں مکی کی فصل تباہ ہو گئی۔ کپاس کو بھی نقصان پہنچا اور اب بارانی علاقہ میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے فصلیں خراب ہو گئی ہیں۔ علاوہ ازیں چونکہ زمینوں کی قیمتیں بہت ہی گر گئی ہیں۔ اس لئے زمینداروں کے لئے یہ آخری چارہ کار بھی نہیں رہا۔ کہ زمین کا کچھ حصہ فروخت کر کے وُہ اپنی مالی مشکلات میں کمی کرنے اور اپنے لئے ضروریاتِ زندگی مہیا کرنے کی کوشش کر سکیں۔ جن بارانی زمینوں کی قیمت پہلے ساٹھ ستر روپے کنال ہوتی تھی۔ اب انہیں بیس پچیس روپے کنال پر خریدنے کے لئے بھی کوئی تیار نہیں ہوتا۔ ان حالات نے زمینداروں کو جس ورطہ ہلاکت میں ڈال رکھا ہے۔ اس کی گہرائی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اب زمینداروں پر سود خوار مہاجنوں کا قرضہ پانچ گنا بڑھ چکا ہے۔

حکومت پر زمینداروں کی حالت کا اظہار

انہی حالات کی بناء پر جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے کونسل میں کہا۔ کہ اگر زمینداروں کی اعانت کے لئے کوئی زبردست قدم نہ اٹھایا گیا۔ تو وُہ وقت دُور نہیں۔ جبکہ زمینداروں کے پاس اپنی ساری کی ساری پیداوار حکومت کے حوالے کرنے کے سوا چارہ نہ رہے گا۔ اور جن لوگوں کی ادا کردہ رقوم پر حکومت کا سب سے زیادہ انحصار ہے۔ وُہ باقی نہیں رہیں گے۔ شیخ محمد صادق صاحب نے دریافت کیا۔ کہ کب تک غریب زمیندار حکومت کی مشینری کے لئے مالیہ ادا کرتا رہے گا۔ مالیہ اور آبیانہ کی ادائگی کے بعد زمینداروں کے پاس کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔ شیخ صاحب نے تو یہاں تک بھی کہدیا کہ اگر حکومت نے اپنی پالسی میں تبدیلی نہ کی۔ تو غریب زمیندار بغاوت کریں گے۔ کیونکہ ان کا پیٹ بھوکا ہے۔

حکومت کے عذرات

ان دلائل اور واقعات کے ساتھ جب کونسل میں شرح مالگذاری کو کم کرنے اور مالیہ میں مستقل طور پر بقدر پچیس فیصدی کم کرنے کی ترامیم پیش کی گئیں۔ تو حکومت کی مخالفت کے باوجود دونوں ترمیمیں کثرت آراء سے منظور ہو گئیں۔ وزیر خزانہ نے مالیہ میں پچیس فیصدی مستقل کمی کے خلاف جو تقریر کی۔ اس میں بتایا۔ کہ اگر اس تجویز پر عمل کیا جائے۔ اور ساتھ ہی آبیانہ کمیٹی کی سفارشات کو قبول کر لیا جائے تو حکومت کی آمدنی میں دو کروڑ روپے کی کمی ہو جائے گی۔ اس کمی کو

پورا کرنے کے لئے اگر خرچ میں کمی کی گئی ۔ تو محکمہ زراعت - محکمہ صحت عامہ - محکمہ صنعت وحرفت کو بالکل اڑا دینا پڑے گا - اور محکمہ طب اور محکمہ تعلیم کو نصف کے قریب گھٹا دینا پڑے گا ۔

کیا ہونا چاہیئے -

بے شک یہ محکمے نہایت ضروری ہیں - اور انہیں قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے - لیکن ان کی غرض و غایت سوائے اس کے کیا ہے - کہ رعایا کو آرام - سہولت - اور فارغ البالی حاصل ہو - لیکن جب ضروریات زندگی کے میسر نہ آنے کی وجہ سے رعایا کے بہت بڑے حصہ کی جان کے لالے پڑے ہوں - اور اس کے ساتھ ہی ملک میں بے امنی اور بے انتظامی پیدا ہو جانے کے خطرات لاحق ہوں - تو پھر ان محکموں سے کیا حاصل - ان محکموں کو اسی حد تک قائم رکھا جانا چاہیئے - جہاں تک ان کا بوجھ رعایا برداشت کر سکتی ہو - پھر بجائے اس کے کہ بعض محکموں کو بالکل ہی اڑا دیا جائے - یہ بھی ہو سکتا ہے - جیسا کہ جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے تجویز پیش کی - کہ تمام محکموں کے مصارف میں مستقل تخفیف کر دی جائے - اس کے علاوہ بعض ارکان نے بھی آمدنی میں اضافہ کرنے کے متعلق اور تجاویز پیش کیں - مثلاً مسٹر اوون رابرٹس کی تجویز یہ تھی - کہ نظم ونسق محکمہ مال پر جو کچھ خرچ ہوتا ہے - اس کے سوا سارا خرچ شہری آبادی پر ڈالا جائے - نیز چنگی اور ڈسٹرکٹ بورڈ ٹیکس کو حکومت اپنے قبضہ میں لے لے ایک تجویز یہ بھی پیش کی گئی - کہ سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں تخفیف کی جائے - صنعتی ترقی کے ذریعہ آمدنی میں اضافہ کیا جائے اور صوبہ میں صنعت کو فروغ دیا جائے ۔

اس قسم کی تمام تجاویز پر پوری طرح اور سرگرمی کے ساتھ عمل کرنے کے باوجود جن محکموں کو جاری رکھنے کے لئے اخراجات مہیا نہ ہو سکیں - ان میں بے شک تخفیف کر دی جائے - یا اگر ان کو بند ہی کرنا پڑے - تو یہ بھی کر دیا جائے - لیکن زمینداروں پر جو ناقابل برداشت مالی بار پڑا ہوا ہے - اور جس نے ان کی کمریں توڑ دی ہیں اسے ضرور ہلکا کیا جائے - تاکہ زمیندار زندہ رہ سکیں ۔

حکومت کا فرض

پنجاب کونسل کے ارکان اس بارے میں جو کچھ فی الحال کر سکتے تھے - وہ انہوں نے کر دیا - اور حکومت پر زمینداروں کی تباہ حالی واضح کر کے اسے بتا دیا - کہ مالیہ اور آبیانہ میں مستقل کمی کرنا اشد ضروری ہے - اب حکومت کا فرض ہے - کہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنائے - اور مالیہ اراضی میں جلد سے جلد مستقل کمی کر دے - اس طرح نہ صرف زمینداروں میں زندہ رہنے کی از سر نو ہمت پیدا ہو جائے گی - اور انہیں حکومت کی خیر خواہی اور ہمدردی کا عملی ثبوت مل جائے گا - بلکہ ان خطرات کا بھی انسداد ہو جائے گا - جنہیں زمینداروں کی خستہ حالی اور بربادی دعوت دے رہی ہے ۔

گورنمنٹ کا ایک ضروری سرکلر

بہار میں جو زلزلہ آیا - اس نے اگرچہ ہندو مسلمانوں میں کوئی امتیاز نہ کیا - سب کے لئے وہ یکساں تباہ کن ثابت ہوا - سب کو اس کی وجہ سے ایک ہی قسم کا جانی - اور مالی نقصان برداشت کرنا پڑا - لیکن مردوں سے بدتر زندوں کی امداد و اعانت کے لئے ہندوؤں کی طرف سے جو لوگ گئے - انہوں نے وہاں بھی فرقہ وارانہ امتیاز قائم رکھنا ضروری سمجھا - اور مسلمانوں کو انہوں نے نظر انداز کر دیا - اس کے متعلق ہمیں اخبارات کے علاوہ اپنے خاص معتمد کے ذریعہ بھی ایسے حالات پہنچے جو نہایت ہی افسوسناک تھے - اور ان میں بتایا گیا تھا - کہ مسلمان پہلے ہی ہندوؤں کے مقابلہ میں بہت مفلوک الحال تھے - لیکن زلزلہ کی وجہ سے بالکل تباہ حال ہو جانے پر امداد دینے والی ہندو سوسائیٹیوں کا تو ذکر ہی نہیں - کانگرسی کارکنوں نے بھی مسلمانوں کو قطعاً نظر انداز کر رکھا ہے حالانکہ ان کو امدادی روپیہ ایسے اداروں کی طرف سے بھی بھیجا جاتا رہا - جن میں مسلمان بھی شریک ہیں ۔

ان حالات میں گورنمنٹ آف انڈیا کا یہ سرکلر جاری کرنا نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ تمام لوکل بورڈوں کا روپیہ جو بہار کے مصیبت زدہ لوگوں کے لئے ہو - صرف وائسرائے کے فنڈ میں یا کسی دوسرے سرکاری فنڈ میں نہ دیں - معلوم ہوا ہے - کہ گورنمنٹ آف انڈیا نے صوبجاتی گورنمنٹوں کو یہ سرکلر بھیجا ہے - جو تمام ڈسٹرکٹ بورڈوں وغیرہ تک پہونچا دیا گیا ہے ۔

گورنمنٹ کا یہ حکم نہایت ضروری ہے - اور اس سے ظاہر ہے - کہ وہ حتے الامکان تمام مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کرنا چاہتی ہے آگے اس میں اگر کوئی اور روکاوٹیں پیدا ہو جائیں - تو یہ ان لوگوں کی قسمت جو مصیبت میں مبتلا ہیں ۔

سول نافرمانی اور مولوی ظفر علی صاحب

مسلمانان ریاست کشمیر کو ہم بدلائل یہ مشورہ دے چکے ہیں - کہ سول نافرمانی - قانون شکنی ان کے درد کا درماں نہیں ہو سکتی - اور نہیں - اس پہلو سے اپنی قوت صرف کرنے کی بجائے آئینی رنگ میں جدوجہد کرنی چاہیئے - ہمیں مسلمانان ریاست پر اس بارے میں اتنا تعجب نہیں - جتنا ان لوگوں پر ہے - جو ان کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں - اور ان میں سے بھی خصوصاً زمیندار کے مولوی ظفر علی صاحب پر - ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا - جب زمیندار کے کاتبوں وغیرہ نے کئی ماہ کی تنخواہیں نہ ملنے پر ان کے دفتر کے سامنے "ستیہ گرہ" شروع کر دیا - تو انہوں نے پولیس سے امداد حاصل کرنا ضروری سمجھی - اور اس طرح اپنی جان چھڑائی - مگر اب وہ ریاستی مسلمانوں کو سول نافرمانی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں ۔

گاندھی جی اور نیلا ناگنی

گاندھی جی کی چیلی نیلا ناگنی ولائت جا کر کھل کھیلی ہے اخبار "ملاپ" (۱۱ - مارچ) میں لنڈن کی ایک اطلاع شائع ہوئی ہے - جو مظہر ہے - کہ

"نیلا ناگنی جو عیش وعشرت کی زندگی ترک کر کے مہاتما گاندھی - کے آشرم میں اس لئے داخل ہوئی تھی - کہ اس کی زندگی میں تبدیلی ہو - نہایت مایوسی اور غصے کی حالت میں ہندوستان سے واپس لوٹی ہے - اس کے ساتھ ہندوستان میں جو سلوک کیا گیا ہے - اس نے یورپ اور امریکہ کے لوگوں میں ہندوستان - اور مہاتما گاندھی کے خلاف انتہائی جذبہ نارضگی پیدا کر دیا - اس نے ایک بیان میں کہا -

میں اپنے ملک میں جا کر اپنے ہم وطنوں کے سامنے ہندوستان کی اصلی تصویر جو میں دیکھ سکی ہوں - پیش کروں گی - اور گاندھی اور ہندوستان کو مغربی دنیا کی نظروں میں ذلیل کر کے دم لونگی "

فی الواقعہ نیلا ناگنی کے ساتھ دوسروں کے علاوہ خود گاندھی جی نے جو سلوک کیا - وہ نہایت ہی افسوسناک تھا - خاص کر اس وجہ سے کہ اس خاتون کو پہلے انہوں نے بہت بڑی اہمیت دی - اسے اپنی بیٹی قرار دیا - اور اس کی اصلاح وتربیت کا ذمہ لیا - ان حالات میں کوئی عجب نہیں - کہ جو کچھ اس نے کہا ہے - اسے پورا کرنے کی کوشش کرے - اس کا نتیجہ خواہ کوئی نکلے - مگر یہ تو ظاہر ہے - کہ ہندوؤں کے یگانہ مہاتما میں بھی یہ اہمیت نہیں ہے کہ دوسرے مذہب کی ایک تعلیم یافتہ اور مہذب عورت کو جو ہزارہا میل سے اخلاص - اور قربانی کے جذبات لے کر آئی تھی - ہندو دھرم سے وابستہ رکھ سکتے - اور جب گاندھی جی کا یہ حال ہے - تو کس طرح ممکن ہے - کہ وہ اچھوتوں کو ذلت ونکبت کے گڑھے سے نکال کر انسانیت کے درجہ پر لا سکیں گے - اور ان کے قلوب میں وہ اطمینان اور سکینت پیدا کر سکیں گے - جو سچے مذہب سے حاصل ہو سکتی ہے ۔

دراصل گاندھی جی کی اچھوت ادہار کی تحریک بھی ایک سیاسی تحریک ہی ہے - جس کی غرض یہ ہے - کہ اچھوت اقوام اپنے حقوق کے حصول کے لئے علیحدہ نہ ہو سکیں - بلکہ ہندوؤں ہی میں شمار ہوتی رہیں - ورنہ کہاں گاندھی جی اور کہاں اچھوت - یہی وجہ ہے کہ اچھوتوں کے ساتھ زبانی ہمدردی کا بار بار اعلان کیا جاتا ہے - ان کے نام پر ہزاروں روپے بھی جمع کئے جاتے ہیں - لیکن عملی طور پر ان کے متعلق اتنا بھی نہیں کیا جاتا - کہ ان کے ہاتھ سے کچھ لے کر کھا لیں - یا ان کے ساتھ بیاہ شادی کے تعلقات پیدا کر سکیں - گویا انہیں ناپاک کا ناپاک - اور درجۂ انسانیت سے بہت نیچے گرا ہوا ہی قرار دیا جاتا ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

ابتلاؤں کے دن

چالیس روز تک خصوصیت سے دعائیں کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲ مارچ ۱۹۳۴ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

الٰہی سلسلوں پر وقتاً فوقتاً ایسے ابتلا آتے رہتے ہیں۔ کہ جو بظاہر کچل دینے والے اور تباہ کر دینے والے ہوتے ہیں۔ لیکن مومنوں کے استغفار کے نتیجہ میں اور معیت نبوت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے فضل ایسے رنگ میں نازل ہوتے ہیں۔ کہ نظر آنے والے

شدید طوفان

ایک حباب کی طرح اڑ جاتے ہیں۔ مگر یہ حفاظت اور بچاؤ ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کسی کے سر کے پاس سے بلکہ اس کی جلد کو چھیدتی ہوئی گولی اس طرح گذر جائے۔ کہ ایک چاول بھر اس کے مقام کا بدل جانا اس شخص کے لئے

ہلاکت کا موجب

ہو سکتا ہو۔ یہ حفاظت اور نجات ایسے باریک فرق سے ہوتی ہے۔ کہ جس کا خیال کر کے بھی انسان کا دل کانپ جاتا ہے۔ اس کے متعلق مجھے

اپنے بچپن کا ایک واقعہ

یاد آگیا۔ جب میں چھوٹا تھا۔ تو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خواہش کی۔ کہ مجھے ہوائی بندوق لے دیں۔ چنانچہ آپ نے مجھے بندوق منگوا دی۔ اس زمانہ میں یہاں کالج کی جماعتیں کھلی ہوئی تھیں۔ ان دنوں کالج کے لئے ایسے شرائط نہ تھے۔ جیسے آج کل ہیں۔ یہاں انٹرنس کے بعد ایف اے کی کلاسیں بھی جاری تھیں۔ ایک طالب علم جو اب ڈاکٹر ہیں۔ ایف اے کی کلاس میں پڑھتے تھے۔ اور میرے ساتھ ان کا بڑا تعلق تھا

شکار کا شوق

ان کو بھی تھا۔ اور مجھے بھی۔ ایک دن وہ اصرار کے ساتھ مجھے شکار کے لئے لے گئے۔ ہم قادیان سے باہر چلے گئے۔ مگر اس دن کوئی جانور اس بندوق سے نہ مرا۔ بندوق ہوائی تھی۔ اور کوئی ایسی طاقتور نہ تھی لیکن اس بندوق سے بھی بعض اوقات جانور مر جاتے اگر چھرہ لگ جائے۔ اور بعض اوقات لگنے کے باوجود بھی اڑ جاتے ہیں۔ اس دن ایسا اتفاق ہوا۔ کہ جن کے چھرہ لگا۔ وہ بھی اڑ گئے اور جن کے نہ لگا۔ انہوں نے تو اڑنا ہی تھا۔ جب ہم واپس آ رہے تھے۔ تو اس دوست نے نہایت حقارت سے کہا۔ کہ یہ بھی کوئی بندوق ہے۔ اگر میری آنکھ پر لگے۔ تو بھی قطعاً کوئی نقصان نہ ہو میں نے کہا۔ یہ بندوق معمولی سہی۔ مگر یہ بھی تو مبالغہ ہے۔ اگر آنکھ ضائع نہ ہو۔ تو کم سے کم چوٹ تو ضرور آئے گی۔ مگر وہ کہنے لگے۔ کہ ہرگز چوٹ نہیں لگ سکتی۔ لو مارو۔ میں نے بہتیرا ٹالا۔ اور کہا کہ یہ بندوق خواہ کتنی بے ضرر سہی۔ مگر آنکھ بھی تو بہت نازک چیز ہے۔ مگر وہ ایسے پیچھے پڑے۔ کہ کہا میں چیلنج کرتا ہوں۔ مار کر دیکھ لو۔ میرا ابھی بچپن کا زمانہ تھا۔ میں نے دس پندرہ گز پر کھڑے ہو کر ان کی

آنکھ کا نشانہ

لگایا۔ چھرہ کنپٹی پر لگا۔ اور اگرچہ زخم تو نہ ہوا۔ مگر معلوم ہوا۔ ان کے چوٹ ضرور آئی۔ اس کے بعد وہ میرے ساتھ چل پڑے۔ اور کہنے لگے۔ آپ نے بڑا ظلم کیا۔ اگر میری آنکھ میں لگ جاتا۔ تو کیا ہوتا۔ میں نے کہا۔ آپ خود ہی تو کہتے تھے۔ اور چیلنج کرتے تھے۔ کہ مارو۔ وہ مجھ سے عمر میں بڑے تھے۔ مگر کہنے لگے۔ میری تو یہ بے وقوفی تھی کہ میں نے زور دیا۔ مگر آپ نے بھی مار ہی دیا۔ اگر لگ جاتا۔ تو کیا ہوتا۔ میں نے کہا اچھا جانے دو۔ لگا تو نہیں۔ مگر وہ سارا راستہ خاموش رہے۔ اور جب میں ان کو

ہنسانے کی کوشش

کرتا۔ چونکہ وہ میرے دوست تھے۔ تو وہ یہی کہتے۔ کہ اگر صرف آدھ چاول کے برابر نشانہ ادھر لگتا۔ تو کیا ہوتا۔ اور اس کے بعد بغیر کسی اور واقعہ کے میرے ساتھ ان کے تعلقات آہستہ آہستہ کمزور ہوتے گئے۔ اور گو ہم میں اختلاف کبھی نہ ہوا۔ مگر دوستانہ رنگ بدلتا ہوا کم ہو گیا۔ محض اس لئے کہ انہیں یہ خیال ہو گیا۔ کہ اگر نشانہ لگ جاتا۔ تو کیا ہوتا۔ یہ واقعہ سالہا سال کے بعد آج مجھے یاد آیا ہے جو میں نے یہ بتانے کے لئے سنا دیا ہے۔ کہ کسی

خطرناک چیز

کے اس قدر قریب سے گذرنے پر کہ انسان بال بال بچ سکے۔ اس کی ہیبت دل پر ضرور باقی رہتی ہے۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایک

شدید حادثہ

سے ایک شخص کی گو جان بچ گئی۔ مگر اس کا رنگ زرد ہو گیا۔ یا بال سفید ہو گئے۔ اور عمر بھر اس پر اثر باقی رہا۔ اور اگرچہ نجات ہو گئی مگر اتنا صدمہ ہوا۔ کہ کمزور دل ساری عمر اس کے اثر سے نجات نہ پا سکے۔ پس یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ ایسے کئی حادثات ہماری جماعت پر گذرے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے لے کر وفات تک کئی ایسے حوادث جماعت پر آئے۔ خود

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا حادثہ

ہی ایسا حادثہ تھا۔ کہ کئی لوگ مہینوں ایسی حالت میں رہے۔ جیسے بھولے ہوئے پھرتے ہیں۔ مجھے کئی ایسے دوستوں کے نام یاد ہیں جو اپنے ہیں لوگوں کے سوالات سے گھبرائے ہوئے پھرتے اور ان کے جوابات دریافت کرتے پھرتے تھے۔ پھر سب کچھ سن کر یہی کہہ دیتے۔ اگر خدا تعالیٰ ابھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر موت نہ لاتا۔ تو بہتر تھا۔ مجھے یاد ہے آپ کی وفات کے کئی ماہ بعد میں ایک دفعہ بہشتی مقبرہ کی طرف سے واپس آ رہا تھا۔ کہ مدرسہ احمدیہ کے کمروں کے پاس سے جو گلی گذرتی ہے۔ وہاں تین دو کانیں ہیں۔ پہلے وہاں اخبار بدر کا دفتر ہوتا تھا۔ پھر دوکانیں ہو گئیں۔ اب معلوم نہیں کیا ہے۔ وہاں ایک شخص نے مجھے کہا۔ کہ رات دن مجھے یہی خیال رہتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات کیوں پا گئے میں سمجھتا ہوں۔ ممکن ہے۔ کئی لوگ ایسے ہوں۔ کہ اب تک جب علیحدگی میں ان کا خیال اس طرف جاتا ہو۔ تو ان میں سے ہر ایک دل میں یہی کہتا ہو۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ میری رائے پوچھتا۔ تو میں یہی کہتا۔ کہ ابھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ بڑے بڑے واقعات تو درکنار چھوٹے چھوٹے واقعات بھی بعض دفعہ

گہرا اثر

چھوڑ جاتے ہیں۔ حضرت علیؓ کی نسبت لکھا ہے۔ وہ ایک دفعہ مسح کرتے ہوئے کہنے لگے۔ میں ہمیشہ مسح کے مقام پر حیرت میں رہتا ہوں۔ اگر اللہ تعالٰے میری رائے پوچھتا۔ تو میں یہی کہتا۔ کہ مسح یوں نہیں یوں کرنا چاہیئے :۔

غرض انسان کی طبیعت پر بیسیوں واقعات اثر چھوڑ جاتے ہیں۔ اور بعض اثرات نہایت گہرے اور تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ جو واقعہ کی شدت سے کم تکلیف دہ نہیں ہوتے۔ خصوصاً ان واقعات کے متعلق جو اہم نظر آتے ہیں۔ یا جن میں تباہی بالکل قریب دکھائی دیتی ہو۔ لیکن اللہ تعالےٰ جو مصائب لاتا ہے۔ ان میں

کئی حکمتیں

ہوتی ہیں۔ بعض اوقات ان کا مقصد دلوں کو پاک کرنا ہوتا ہے جماعت کی اصلاح ہوتی ہے۔ اس قسم کے ابتلاؤں میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوےٰ بھی ایک تھا۔ اس وقت آپ سے اخلاص رکھنے والے بھی گھبرا گئے۔ یہ لوگ ہزاروں تھے بلکہ

براہین احمدیہ کی شہرت

کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ لاکھوں آدمی آپ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ ایک کی تو شہادت بھی موجود ہے۔ جو دعوے سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ یعنے صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی نے دعوے سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا :۔

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نظر۔ تم مسیحا بنو خدا کیلئے

یہ تو ایک

دوربین ولی اللہ

کی نظر تھی۔ مگر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ جن کی نگاہ اتنی دوربین نہ تھی وہ بھی سمجھتے تھے۔ کہ اسلام کی نجات آپ سے وابستہ ہے۔ مگر جب وہ ہتھیار آپ کو دیا گیا۔ جس سے دشمن پامال ہو سکتا تھا۔ وہ آبِ حیات دیا گیا۔ جس سے

مسلمانوں کی زندگی

مقدر تھی۔ تو بڑے بڑے مخلص آپ سے متنفر ہو گئے۔ اور کہنے لگے جسے ہم سونا سمجھتے تھے۔ افسوس وہ تو پیتل نکلا۔ ایسے لاکھوں انسان یکدم بدظن ہو گئے۔ حتیٰ کہ جب آپ نے بیعت کا اعلان کیا۔ تو پہلے روز صرف

چالیس اشخاص

نے بیعت کی۔ یا تو لاکھوں اخلاص رکھتے تھے۔ اور پرانے لوگ سناتے ہیں۔ کہ کس طرح بڑے بڑے علماء کہتے تھے کہ

اسلام کی خدمت

اسی شخص سے ہو سکتی ہے۔ اور خود لوگوں کو آپ کے پاس بھیجتے تھے حتیٰ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا ہے۔ کہ براہین کے شائع ہونے پر میں مرزا صاحب کی زیارت کے لئے پیدل چلکر قادیان گیا۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جنہوں نے آخر میں اپنا سارا زور مخالفت میں صرف کر دیا۔ انہوں نے بھی لکھا۔ کہ تیرہ سو سال کے عرصہ میں کسی نے اسلام کی اس قدر خدمت نہیں کی۔ جتنی اس شخص نے کی ہے۔ حالانکہ اگر آپ کا دعوےٰ نہ ہوتا۔ تو آپ اسلام کی کوئی خدمت نہ کر سکتے تھے۔ براہین تو ایک دلائل کی کتاب تھی۔ مگر کیا قرآن سے بڑھ کر؟ ہرگز نہیں۔ اور جب قرآن کے دلائل سے لوگ فائدہ نہیں اٹھا رہے تھے۔ تو براہین احمدیہ سے کیا اٹھاتے۔ در اصل دنیا کو

ایک ایسے شخص کی ضرورت

تھی جس کا ایک ہاتھ خدا کے ہاتھ میں ہوتا۔ اور دوسرا بندوں کے ہاتھ میں۔ جو بجلی کی ایک رو لوگوں کے اندر سرایت کر دے۔ مگر جس چیز کی ضرورت تھی۔ جب وہ دی گئی۔ تو لوگ مایوس ہو گئے۔ اور کہنے لگے ہماری غلطی تھی۔ اور صرف تھوڑے لوگ باقی رہ گئے۔ اس کے بعد جماعت بڑھنی شروع ہوئی۔ اور

سینکڑوں لوگ

داخل ہو گئے۔ پھر آتھم کی پیشگوئی کا وقت آیا۔ ایک دوست سناتے ہیں۔ کہ باوجودیکہ پیشگوئی بالکل واضح تھی۔ مگر رات کے وقت دیر تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی کے متعلق گفتگو فرماتے رہے کہ آج کی رات ضرور اللہ تعالےٰ فیصلہ کر دے گا۔ وہ نیا نیا زمانہ تھا

مخالفت کا طوفان

ہر طرف سے اٹھ رہا تھا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایسے وقت میں یہ کتنی بڑی مصیبت تھی۔ میری عمر اس وقت چھ سات سال کے درمیان تھی۔ اس لئے مجھے تو کچھ یاد نہیں۔ ہاں ایک دوست کی روایت ہے۔ کہ مہمانخانہ میں ہم چار پانچ آدمی ساری رات

مذبوح کی طرح

زمین پر لوٹتے رہے۔ اور دعائیں کرتے رہے

غور کرو۔ ان لوگوں کے لئے یہ کتنی

بڑی ٹھوکر

تھی۔ آج ہم یہ سمجھ بھی نہیں سکتے۔ کہ یہ کوئی ٹھوکر تھی۔ مجھے یاد ہے ایک پٹھان بہت مخلص تھا۔ باوجود چھوٹی عمر کے میرے دل پر اس کے اخلاص کا اثر ہے۔ بتانے والے نے بتایا۔ کہ رات کو وہ زمین پر سر مارتا تھا۔ مگر آخرکار وہ مرتد ہو گیا۔ یہ کتنی بڑی ٹھوکر تھی۔ پھر وہ زمانہ آیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں

نبی اور رسول کے الفاظ

جاری کرائے۔ الہامات میں وہ الفاظ پہلے سے موجود تھے۔ مگر کئی لوگ تحریر میں ان الفاظ کے آنے سے گر گئے۔ غرض اس طرح آہستہ آہستہ یہ امتحان آتے رہے۔ پھر

مقدمات

آئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تذلیل کی بڑی بڑی کوششیں کی گئیں۔ حتیٰ کہ متواتر تین ماہ تک عام سرکاری تعطیلوں کے سوا برابر روزانہ کئی کئی گھنٹے آپ کو عدالت میں کھڑا رہنا پڑتا۔ اور ایک دن تو مجسٹریٹ نے پانی تک پینے کی اجازت نہ دی۔ ہم آج ان باتوں کو بھول گئے ہیں۔ مگر اس زمانہ کے مخلصین کے لئے یہ بہت بڑے ابتلاء تھے۔ وہ ایک طرف تو خدا کا یہ وعدہ سنتے تھے۔ کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور تیرے نہ ماننے والے دنیا میں ادنےٰ اقوام کی طرح رہ جائیں گے۔ مگر دوسری طرف دیکھتے تھے۔ کہ ایک معمولی

چار پانچ سو روپیہ تنخواہ لینے والا انبیا

مجسٹریٹ کئی کئی گھنٹے روزانہ آپ کو کھڑا رکھتا ہے۔ اور پانی تک پینے کی اجازت نہیں دیتا۔ حتیٰ کہ آپ کا کھڑے کھڑے سر چکرا جاتا اور پاؤں تھک جاتے۔ کمزور ایمانوں والے حیران ہوتے ہوں گے کہ کیا یہی وہ شخص ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالےٰ کے اس قدر وعدے ہیں۔ غرضکہ یہ بھی ابتلاء تھے بعض کے لئے اس لحاظ سے کہ یہ کتنی بیچارگی ہے۔ اور بعض کے لئے اس لحاظ سے کہ وہ اپنے

ایمان کا اقتضاء

یہی سمجھتے تھے۔ کہ ایسے مخالفین کو مار ہی ڈالیں۔ مجھے وہ نظارہ یاد ہے۔ جس دن فیصلہ سنایا جانا تھا۔ ہماری جماعت میں ایک دوست تھے جن کو پروفیسر کہا جاتا تھا۔ پہلے وہ تاش وغیرہ کے کھیل اعلےٰ پیمانہ پر کیا کرتے تھے۔ اچھے ہوشیار آدمی تھے۔ اور ۴۰۔ ۵۰ سو روپیہ ماہوار کما لیتے تھے۔ مگر احمدی ہونے پر انہوں نے یہ کام چھوڑ دیا۔ اور معمولی دکان کر لی تھی۔ انہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق

تھا۔ اور غربت کو اخلاص سے برداشت کرتے تھے۔ ان کے اخلاص کی ایک مثال میں سناتا ہوں۔ انہوں نے لاہور میں جاکر کوئی دوکان کی۔ جو گاہک آتے انہیں تبلیغ کرتے ہوئے لڑ پڑتے۔ خواجہ صاحب نے آکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شکائت کی۔ آپ نے محبت سے انہیں کہا۔ کہ پروفیسر صاحب ہمارے لئے یہی حکم ہے۔ کہ نرمی اختیار کرو۔ خدا تعالےٰ کی یہی تعلیم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سمجھاتے جاتے تھے۔ اور پروفیسر صاحب کا چہرہ سرخ ہوتا جاتا تھا۔

ادب کی وجہ سے

وہ بیچ میں تو نہ بولے۔ مگر سب کچھ سن کر یہ کہنے لگے۔ کہ میں اس نصیحت کو نہیں مان سکتا۔ آپ کے پیر (یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کو اگر کوئی ایک لفظ بھی کہے۔ تو آپ مباہلہ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور کتابیں لکھ دیتے ہیں مگر ہمیں یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے پیر کو اگر کوئی گالیاں دے۔ تو چپ رہو۔ بظاہر یہ بے ادبی تھی۔ مگر اس سے ان کے

عشق کا پتہ

ضرور لگ سکتا ہے۔ جب فیصلہ سنانے کا وقت آیا۔ تو لوگوں کو یقین تھا۔

کہ مجسٹریٹ سزا ضرور دیگا۔ اور بعید نہیں۔ کہ قید کی ہی سزا دے ادھر مخلصین کے دل میں

ایک لمحہ کے لئے

بھی یہ خیال نہیں آسکتا تھا۔ کہ آپ کو گرفتار کرلیا جائے گا۔ اس دن عدالت کی طرف سے بھی زیادہ احتیاط کی گئی تھی۔ پہرہ بھی زیادہ تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اندر تشریف لے گئے۔ تو دوستوں نے پروفیسر صاحب کو باہر روک لیا۔ کیونکہ ان کی طبیعت تیز تھی۔ مگر انہوں نے ایک بڑا سا پتھر ایک درخت کے پیچھے چھپا رکھا تھا۔ اور جس طرح ایک دیوانہ چیخ مارتا ہے۔ زار زار روتے ہوئے دفعتہً درخت کی طرف بھاگے۔ اور وہاں سے پتھر اٹھا کر بے تحاشا عدالت کی طرف دوڑے۔ اور اگر جماعت کے لوگ راستہ میں نہ روکتے۔ تو وہ مجسٹریٹ کا سر پھوڑ دیتے۔ انہوں نے خیال کرلیا۔ کہ مجسٹریٹ ضرور سزا دے گا۔ اور اسی خیال کے اثر کے ماتحت وہ اسے مارنے کے لئے آمادہ ہو گئے:

یہ بھی ایک ابتلاء تھا۔ ایک طرف کمزوروں کے لئے اس رنگ میں کہ وہ مرتد ہو رہے تھے۔ اور دوسری طرف مخلصین کے لئے اس رنگ میں کہ ان کا

دامنِ صبر

ہاتھوں سے چھوٹ رہا تھا۔ غرضکہ اس زمانہ میں بیسیوں ابتلاء تھے جو کبھی چھ ماہ کے بعد آجاتے۔ اور کبھی سال کے بعد۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد ایک اتنا بڑا ابتلاء آیا۔ جس کا اندازہ آج ہم نہیں کرسکتے۔ یہ ابتلاء اس وقت آیا۔ جب

حضرت خلیفہ اول رض

کے زمانہ میں یہ سوال اٹھایا گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوےٰ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ایک نہیں دو نہیں بیسیوں راتیں ایسی آئیں۔ جن میں ایسی ادھیڑ بُن میں۔ کہ اب کیا ہوگا۔ ٹہلتے ٹہلتے پاؤں متورم ہو جاتے۔ اور عشاء کے بعد سے لے کر دو دو بج جاتے۔ یہ خیال پریشان کردیتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے معاً بعد اگر بعض لوگوں نے انکار کردیا۔ تو

جماعت کا انجام

کیا ہوگا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ یہ میری ہی نہیں۔ بلکہ سینکڑوں کی یہی حالت ہوگی۔ اس سے بھی پہلے جب

خلافت کا سوال

اٹھایا گیا۔ تو وہ کوئی کم ٹھوکر کا موجب نہیں تھا۔ جوں جوں یہ پروپیگنڈا بڑھتا گیا۔ پریشانی ساتھ ساتھ بڑھتی گئی۔ یہ کوئی معمولی دن نہ تھے۔ پھر

حضرت خلیفہ اول رض کی وفات

کے بعد جو ابتلاء آیا۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ساری جماعت مخالفین کے قبضہ میں آگئی ہے۔ وہ ایسے واقعات نہیں۔ کہ جن کو انسان بغیر اس کے کہ دل بے قابو ہو جائے۔ بیان کر سکے۔ اسی لئے ان کی تفصیلات میں جانے سے میں نے ہمیشہ گریز کیا ہے۔ کہ ان کو یاد کرکے طبیعت کے اندر ایسی بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے کسی عظیم الشان

محبوب کی موت

یاد آجاتی ہے۔ پھر بعد میں جو ابتلاء آئے۔ وہ بھی کم نہ تھے۔ غیر مبائعین نے خود لکھا تھا۔ کہ ۹۸ فیصدی جماعت ہمارے ساتھ ہے۔ اور ایسے ایسے لوگ مخالف ہو گئے۔ جن کے متعلق کوئی گمان بھی نہ تھا۔ کچھ عرصہ قبل گوجرانوالہ میں میرا لیکچر ہوا تھا۔ اس کے بعد

ایک ڈاکٹر صاحب

نے مجھے الگ آکر کہا۔ کہ جو لوگ آپ کے عقائد کے خلاف ہیں وہ آج جل مرے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ ان کے خیالات کی

مدلل طور پر تردید

ہوئی۔ اور دوسرے اس لئے کہ آپ نے کھول کھول کر بیان کیا مگر باوجود اس کے غیر احمدی آپ کے لیکچر کی زیادہ تعریف کرتے تھے۔ مگر کیسے تعجب کی بات تھی۔ کہ تھوڑے ہی دنوں بعد اس ابتلاء کے موقعہ پر وہ صاحب قادیان آئے۔ اور دوسرے دن مجھے گالیاں دیتے ہوئے چلے گئے۔ کہ یہ سب دھوکا ہے۔ ٹھگ بازی ہے۔ فریب ہے۔ اور اس دن سے لیکر آج تک برابر ہمارے مخالف ہیں۔ غرض ابتداء سے لے کر اس وقت تک متواتر ابتلاء آتے رہے ہیں۔ اور تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد اب بھی آتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگوں کے نزدیک تو آج کل اس قدر ہماری مخالفت ہو رہی ہے۔ کہ غیر احمدی تک یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ پہلے کبھی ایسی نہ ہوئی تھی ابھی جو میں لاہور گیا۔ تو ایک دوست نے ذکر کیا۔ کہ

ایک غیر احمدی لیڈر

نے ان سے بیان کیا۔ کہ آج کل احمدیوں کی جس قدر مخالفت ہو رہی ہے۔ ابتداء میں بھی شائد اتنی نہ ہوئی ہو۔ اور یہ صحیح بھی ہے۔ مگر جماعت بوجہ ان فتوحات کے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے نصیب ہو رہی ہیں۔ اسے محسوس نہیں کرتی اس کی حالت اس بچہ کی سی ہے۔ جس کی ماں رات کو فوت ہو گئی۔ صبح کو جب وہ اٹھا۔ تو اسے پیار کرنے لگا۔ اور ہنسنے لگا پھر بھی جب وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئی۔ تو اس نے محبت سے اس کے موبنہ پر چپت ماری۔ اور یہی سمجھتا رہا۔ کہ یونہی چپ ہے۔ حتیٰ کہ جب اسے دفن کرنے کے لئے لے جانے لگے تب اسے معلوم ہوا۔ کہ اس کی

نہایت ہی محبوب چیز

ہمیشہ کے لئے اس سے چھڑا دی گئی ہے۔ اسی طرح جماعت کے وہ ناواقف دوست جو سلسلہ کے حالات سے آگاہ نہیں۔ اور مخالفت کی شدت جن کی آنکھوں کے سامنے نہیں۔ وہ یہی سمجھ رہے ہیں۔ کہ کیا پروا ہے۔ ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔ مگر جس جماعت کو میں یا جماعت کے دوسرے لوگ دیکھتے ہیں۔ وہ اس سے ناواقف ہیں۔ سب

بڑے اور چھوٹے

اس وقت ہماری مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ احمدیت کی ابتداء میں انگریز مخالف نہ تھے۔ سوائے چند ابتدائی ایام کے جبکہ وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے تھے۔ مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے ہیں بہت تھوڑے ہیں۔ جو جماعت کی خدمات کو سمجھتے ہیں۔ باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ غصہ سے ہمیں دیکھتے ہیں۔ اور اگر

انگریزوں کا فطری عدل

مانع نہ ہو۔ تو شائد وہ ہمیں پیس ہی دیں:

پھر وہ لوگ جو پہلے

سیاسی کاموں کی وجہ سے

ہمارے مداح تھے۔ ان میں سے بھی کچھ تو کھلے طور پر اور کچھ مخفی طور پر

ہماری مخالفت

میں لگ گئے ہیں۔ بعض تو صاف احراریوں سے مل گئے ہیں۔ ان کی مجالس میں جاتے ہیں۔ ان کے لئے چندے جمع کرتے ہیں۔ اور چند گنتی کے لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب نے یہی طریق اختیار کر رکھا ہے۔ غرضکہ ہمارے خلاف ایک طرف

احراری تحریک

ہے۔ پھر پریس کی مخالفت ہے۔ مولویوں کا جوش علاوہ ہے سیاسی میدان میں کام کرنے والے سمجھتے ہیں۔ کہ دیانتدار لوگوں کے آنے سے ہمارے کام میں روک پیدا ہو جائیگی مولوی سمجھتے ہیں۔ ہماری روزی بند ہو جائے گی۔ حکام رس لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ خوشامد کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ انگریز شائد خیال کرنے لگے ہیں۔ کہ اتنی بڑی

منظم جماعت

اگر مخالف ہو گئی۔ تو ہمارے لئے بہت پریشانیوں کا موجب ہوگی۔ اور وہ اتنا نہیں سوچتے۔ کہ جماعت احمدیہ کی مذہبی تعلیم یہ ہے۔ کہ

حکومت کی فرمانبرداری

کی جائے۔ تو پھر جماعت احمدیہ گورنمنٹ کی مخالف ہو کس طرح سکتی ہے۔ لیکن شائد وہ گربہ کشتن روز اول کے مطابق ہمیں دبا دینا ضروری سمجھتے ہیں

ایک ذمہ وار افسر

سے یہ بات سن کر مجھے سخت حیرت ہوئی۔ کہ حکومت نے تحقیق کرائی ہے۔ کہ قادیان میں حکومت کے خلاف کیا سازشیں ہو رہی ہیں۔ اور یہ ایسی بات ہے۔ جسے سنکر

ہر عقلمند ہنسے گا۔ اور حکومت کے اس نادانی کے فعل پر سخت متعجب ہوگا۔

پھر خود ہمارے اندر

منافقوں کا ایک جال

ہے۔ جو تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ وہ کبھی جھوٹی خبریں شائع کرتے ہیں۔ کبھی جھوٹی باتیں بنا کر دوسروں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں انہی کے متعلق آتا ہے۔ والمرجفون فی المدینۃ کوئی اچھا کام نہیں۔ جس پر وہ اعتراض نہ کریں۔ اور کوئی نیک آدمی نہیں۔ جس پر الزام نہ لگائیں۔ یہ

اندرونی دشمن

ہیں۔ جو باہر والوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔ کیونکہ ان کی باتیں سننے والا سمجھتا ہے۔ یہ بھی آخر احمدی ہیں مخلص ہیں۔ اور اس وجہ سے ان کے دھوکا میں آجاتا ہے۔ ان کی ایسی حرکات سے اپنوں کے اندر بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ اور دشمن دلیر ہوتے ہیں ان سب چیزوں کو دیکھ کر میں تو ایسا محسوس کرتا ہوں۔ کہ گویا ایک چھوٹی سی جماعت کو چاروں طرف سے ایک فوج گھیرے چلی آرہی ہے۔ اور قریب ہے کہ اس کے نکلنے کے لئے ایک انچ بھی جگہ باقی نہ رہے۔ ایک زلزلہ ہے جو اگرچہ ظاہر تو نہیں ہوا۔ مگر زمین کے نیچے

خوفناک آگ

شعلہ زن ہے۔ یہ صحیح ہے کہ الٰہی سلسلوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سب ہمارے لئے کچھ نہیں۔ لیکن اگر یہ فتنے جماعت کو کمزور بھی کر دیں۔ تو وہ امانت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے سپرد ہے۔ اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ضرور ہے۔ اور جس طرح دودھ زمین پر گر جانے کے بعد اٹھایا نہیں جا سکتا۔ اسی طرح

اللہ تعالیٰ کی امانت

اور اس کا نور ایک دفعہ ضائع ہو جانے کے بعد پھر اسے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اس کے لئے نئی جماعتیں ہی قائم ہوا کرتی ہیں۔ اور نئے نبی مبعوث ہوتے ہیں۔

سیال چیز

کی حفاظت کے لئے ایک پیالہ کافی ہوتا ہے خواہ اس کا منہ کس قدر ہی کھلا کیوں نہ ہو۔ مگر گیس کو بوتل میں بھی بند نہیں کیا جا سکتا۔ خواہ اس کا منہ کس قدر ہی تنگ کیوں نہ ہو اور نور تو سب سے زیادہ لطیف شے ہے۔ جب وہ ہاتھ سے نکل جائے۔ تو پھر اسے حاصل کرنا ممکن نہیں ہو سکتا۔ اس لحاظ سے یہ مخالفت بڑی تیز ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل شامل ہو۔ تو

مصائب کے پہاڑ

بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ اگر انسان رات کو انتہائی غم میں سوئے۔ تو صبح خوشی میں بیدار ہو سکتا ہے۔ پس یہ چیزیں چھوٹی بھی ہیں اور بڑی بھی۔ سوال صرف یہ ہے کہ کیا خدا کے سامنے ہمارے اندر اس قدر ثابت ہے کہ اس کا فضل آجائے گا۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ دل کی ہر وقت ایک سی حالت کا نہ رہنا ان کا نقص ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک صحابی آئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں تو منافق ہوں۔ میں جب آپ کے سامنے آتا ہوں۔ تو میرے دل کی حالت اور ہوتی ہے۔ لیکن جب چلا جاتا ہوں۔ تو وہ حالت بدل جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر ہر وقت ایک ہی حالت رہے۔ تو انسان مر نہ جائے تو

ایمان کی حالتیں

بھی کبھی کچھ ہوتی ہیں اور کبھی کچھ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر وقت نہ ایک سی دعا کرتے تھے اور نہ ایک سی عبادت

بدر کے موقعہ پر

آپ نے اس قدر دعا کی۔ کہ صحابہ کو کہنا پڑا۔ کہ آپ کے ساتھ خدا کا وعدہ ہے۔ پھر آپ کیوں اس قدر گھبراتے ہیں اگر آپ روز ہی ایسی دعا کیا کرتے تو صحابہ کیوں یہ بات کہتے تو انبیاء پر بھی

مختلف حالتیں

آتی ہیں۔ پس مخالفت کے اس جوش کی حالت کو دیکھ کر جس سے متاثر ہو کر بعض غیر احمدیوں نے بھی کہلا بھیجا ہے۔ کہ ہم نے جماعت کی اتنی مخالفت کبھی نہیں دیکھی۔ اور مخالفت بھی معمولی نہیں۔ بلکہ مخالفوں نے یہ ارادہ کر رکھا ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ اس جماعت کو کچل دیا جائے۔ اس لئے اس موقعہ پر میں

جماعت کو ہدایت

کرتا ہوں۔ کہ ان حالات پر غور کریں۔ کہ کس طرح قادیان میں بھی اور باہر بھی مخالفت زوروں پر ہے۔ پہلے اندرونی منافق ہیں پھر غیر احمدی۔ ہندو۔ عیسائی۔ سب تلے ہوئے ہیں۔ کہ جماعت کو کچل دیا جائے۔ ان کے علاوہ

حکومت کے بعض ارکان

میں بھی جوش ہے۔ اور ان کی طرف سے بعض ایسی ایسی باتیں سننے میں آتی ہیں۔ کہ حیرت ہوتی ہے۔ غرض اپنے بیگانے سب کے اندر ایسا جوش ہے کہ اسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ ہم اس کی طرف جھکیں اور اس سے نصرت مانگیں۔ ماں بھی بعض اوقات یہ چاہتی ہے کہ اس کا بچہ اس سے مانگے بعض اوقات تو مانگنے پر وہ چڑتی ہے۔ اور کہتی ہے۔ کہ ناک میں دم کر رکھا ہے۔ مگر کبھی نہ مانگنے پر چڑتی ہے۔ کبھی چاہتی ہے کہ اس کا بچہ تذلل کرے اور کبھی چاہتی ہے کہ محبت کرے محبت کے متعلق مجھے اپنا

ایک رویاء

یاد آگیا۔ ایک دفعہ مجھے کسی وجہ سے سخت تکلیف تھی۔ ایسی تکلیف کہ گویا موت تھی۔ اس وقت میں نے کہا کہ میں خاص دعا کرونگا۔ اور جب تک کام نہ ہو جائے زمین پر سوونگا اسی دن یا دوسرے دن میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ ایک عورت کی شکل میں آیا ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں درخت کی ایک لچکدار شاخ ہے۔ آنکھوں سے محبت ٹپکتی تھی۔ اور ہونٹوں پر غصہ کے آثار تھے۔ اور آہستہ سے چھڑی اٹھا کر مجھے مارنی چاہی اور کہا کہ چارپائی پر سوتا ہے یا نہیں۔ میں یہ رویاء پہلے کسی موقعہ پر بیان کر چکا ہوں۔ اب مجھے یاد نہیں۔ کہ چھڑی ماری یا مارنے کی دھمکی سے ہی میں کود کر چارپائی پر جا پڑا۔ عجیب بات یہ ہے کہ رویا میں جس وقت میں کود کر چارپائی پر جا لیٹا اس کے ساتھ ہی ظاہری طور پر بھی میں چارپائی پر کود کر جا لیٹا۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس محبت کو دیکھ کہ میری اس قدر تکلیف بھی اس سے برداشت نہ ہوئی۔ میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اس خواب میں یہ اشارہ تھا۔ کہ اپنے آپ کو کیوں تکلیف دیتے ہو۔ یہ بھی ایک رنگ ہے اور کبھی یہ چاہتا ہے کہ ننگی زمین پر لوٹو۔ یہ

اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات

ہیں۔ پس میں عام جماعت سے عموماً اور ان مخلصوں سے بالخصوص جنہوں نے سلوک کے لئے اپنے نام دئے ہوئے ہیں۔ کہتا ہوں۔ کہ وہ ان ایام میں

خصوصیت کے ساتھ دعائیں

کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو مخفی ابتلاؤں سے بھی اور ظاہری سے بھی محفوظ رکھے۔ اور اس عظیم الشان ابتلاء سے بھی جو گو ابتدائی ایام کی مخالفت کے مشابہ ہے۔ مگر اس وجہ سے اس سے بہت زیادہ خطرناک ہے کہ اس وقت ہم میں خدا تعالیٰ کا نبی تھا۔ اور آج نہیں۔ محفوظ رکھ کر ہمیں ہر ایک قسم کی شکست ذلت۔ نامرادی۔ رسوائی۔ اور بدنامی سے بچائے۔ اور ہر قسم کے فضل۔ برکات۔ عنایات اور مہربانیوں سے حصہ دے۔ کامیابیاں۔ کامرانیاں۔ فتوحات۔ ترقیات اور غلبہ عطا فرمائے۔ تا اس کام کو جو اس نے ہمارے ذمہ لگایا ہے۔ ہم کماحقہ کر سکیں۔ اور تا ہماری غلطیوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بدنام نہ ہوں۔ پس دعائیں کرو ممکن ہے۔

چالیس روز کی دعائیں

ہی ہمارے اندر ایک تغیر پیدا کریں۔ ہمارے لئے۔ ہمارے خاندانوں۔ ہمسایوں۔ دوستوں۔ رشتہ داروں۔ شہریوں اور جماعت کے لئے ایک نیک تغیر کا موجب ہو جائیں۔ اور

پھر ایسا تغیر ہو۔ کہ ساری دنیا نیک ہو جائے۔ بعض دفعہ انسان سرے پر پہنچ کر گر پڑتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے

قسمت کی نارسائی سے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا'

پس ایسا نہ ہو۔ کہ سستی کی وجہ سے ہم لب بام پہنچ کر گر پڑیں پس چاہیئے۔ کہ ہم اس طرح اللہ تعالٰے سے دعا کریں۔ کہ وہ دعا ہمیں اٹھا کر بام کامرانی پر پہنچا دے۔ اور اس کے بعد اور ابتلاء نہ ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اگر اب ہم دعاؤں سے کام نہ لیں۔ تو یہ مصائب کا سلسلہ سالوں بلکہ صدیوں تک چلا جائے۔ پس تمام جماعت سے بالعموم اور ان لوگوں سے جنہوں نے سلوک کے لئے اپنے نام دیئے ہوئے ہیں۔ (اگرچہ میری طرف سے ناموں کی ناحال منظوری نہیں ہوئی۔ مگر جب تک میں کوئی فیصلہ نہ کروں وہ سب سالکین میں شامل ہیں۔ جنہوں نے نام دے رکھے ہیں) بالخصوص یہ کہتا ہوں۔ کہ وہ خوب دعائیں کریں۔ اور دوسروں کو بھی دعائیں کرنے کی تحریک کریں۔ نیکی کی تحریک کرنا بھی ایک نیکی ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ میاں غلام قادر صاحب سیالکوٹی رمضان کے دنوں میں جب سحری کے وقت پیپا لے کر لوگوں کو جگاتے پھرتے۔ تو محبت سے ان کے لئے دعا نکلتی۔ اور اس وقت پیپے کی آواز تمام دنیا کے باجوں سے زیادہ خوبصورت لگتی ؛

پس خود بھی دعائیں کرو۔ اور دوسروں کو بھی اس کی تحریک کرو۔ یہاں تک کہ

اللہ تعالٰے کا فضل

نازل ہو۔ اور ہم کامیاب ہو جائیں۔ مخلصوں کی دعائیں ٹھوکروں اور مصیبتوں کو دور کر سکتی ہیں۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصائب سے نکلنے کے دو ہی طریق ہو سکتے ہیں۔ یا تو اللہ تعالٰے کا نبی موجود ہو۔ اور یا پھر اس کے ماننے والے استغفار میں لگے ہوں ؛

انجمن اتحاد الاسلام سری گوبند پور کی قرار دادیں

انجمن اتحاد اسلام سری گوبند پور کا ایک غیر معمولی اجلاس ۲۸ فروری کو منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل قرار دادیں بالاتفاق پاس ہوئیں۔

(۱) مقامی ہائی سکول میں مسلمانوں کے مفاد کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ کہ سکول ہذا کا ہیڈ ماسٹر یا بدرجہ اتم سیکنڈ ماسٹر مسلمان ہو۔

(۲) اس قرارداد کی نقول ڈپٹی کمشنر گورداسپور۔ وزیر تعلیم۔ ڈی۔ جی۔ آئی پنجاب انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن اور اخبارات کو بھیجی جائیں ؛

مختلف مقامات پر یوم التبلیغ کس طرح منایا گیا

میانوال

میاں غلام علی صاحب نے میانوال و پھلور میں تبلیغ کی۔ اور لٹریچر تقسیم کیا ؛

سرسیاں

تمام گاؤں میں تبلیغ کی گئی۔ اردگرد کے دیہات میں پیغام حق پہنچایا گیا۔ سکھوں کے گوردوارہ میں بیٹھ کر ان کو تبلیغ کی۔ اور سلسلہ سوال وجواب جاری رہا۔ ایک پارٹی دوسرے گوردوارہ میں تبلیغ کرتی رہی۔ ایک دو عیسائیوں کو بھی تبلیغ کی گئی۔

سری پارہ

ہندوؤں کو دعوتی رقعوں کے ذریعہ بلا کر ایک جلسہ کیا گیا اچھوت بھی شامل ہوئے۔ حاضرین ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے سوال وجواب بھی ہوتے رہے۔ آئندہ بھی ایسی تقریروں کی آرزو کی گئی ؛

کریم پور

جماعت کے ۱۳ آدمیوں نے تبلیغ میں حصہ لیا۔ چار دیہات میں ۵۵ آدمیوں کو تبلیغ کی گئی۔ ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ ایک گرنتھی سے گفتگو ہوئی۔ اور گورو نانک صاحب کے مسلمان ہونے کا ثبوت دیا گیا۔ گرنتھی صاحب نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ خرید کر پڑھنے کا وعدہ کیا۔ اچھوت اقوام کو بھی تبلیغ کی گئی۔ ایک نے وعدہ کیا۔ کہ عنقریب اسلام میں داخل ہو جاؤں گا۔

کیرنگ

کیرنگ سے ۳ میل کے فاصلہ پر ہندوؤں کا ایک بڑا گاؤں ہے۔ وہاں ایک معزز برہمن پنڈت کے زیر صدارت جلسہ کیا گیا۔ جس میں اردگرد کے دیہات سے بھی ہندو شامل ہوئے۔ مولوی سید صمصام علی صاحب نے اسلام کی خوبیوں اور کلکی اوتار کے متعلق تقریر کی۔ حاضرین پر اچھا اثر ہوا ؛

لنڈی کوتل

غیر مسلموں میں جن میں برٹش، افسر بھی شامل تھے خوب تبلیغ کی گئی۔ غیر مسلم بہت اچھی طرح پیش آئے۔ بلکہ بعض نے دودھ وغیرہ سے تواضع کی۔ قریباً ایک صد اشخاص کو تبلیغ کی گئی۔ ۰۰، ٹریکٹ تقسیم کئے گئے ؛

متھرا

ڈاکٹر عبدالکریم صاحب نے قریباً پچیس اشخاص کو ٹی۔ پارٹی دی۔ اور ایک گھنٹہ ان کے سامنے تقریر کی گئی۔ اور ٹریکٹ بھی تقسیم کئے گئے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کی اردو انگریزی و ہندی کاپیاں دی گئیں۔ اور بہت سے دوستوں نے بھی تبلیغ میں حصہ لیا۔

سکندر آباد

جماعت احمدیہ سکندر آباد کے مردوں عورتوں اور بچوں نے یوم التبلیغ میں حصہ لیا۔ بعض نے بذریعہ ریل بعض نے بذریعہ موٹر بعض نے بذریعہ سائیکل بعض نے پیدل بعض نے مکان پر دعوت دے کر قریباً ایک صد اشخاص سے ملاقات کی گئی۔ قیمتی کتابیں و ٹریکٹ مفت دیئے گئے

یاڑی پورہ

ہندوؤں کو کرشن اوتار کی آمد کی خوشخبری سنائی گئی۔ ایک ہندو رئیس کے مکان پر جہاں بہت سے ہندو بیٹھے تھے۔ ایک گھنٹہ تک تقریر کی گئی۔ ایک ٹھاکر نے اسلام پر اعتراضات کئے۔ جن کے جواب دیئے گئے۔ خدا کے فضل سے بہت اچھا اثر ہوا۔ ہندو نوجوانوں نے مولوی غلام محمد صاحب سیکرٹری تبلیغ یاڑی پورہ کی تقریروں کی بہت تعریف کی۔ بعض احمدی دوستوں نے اردگرد کے دیہات کا دورہ کر کے تبلیغ کی۔

سیکھواں

سیکھواں اور میلواں میں تبلیغ کی گئی۔ ایک سکھ صاحب نے سوالات کئے۔ جن کے جواب دیئے گئے۔

سرائے نورنگ

خدا کے فضل سے غیر مسلموں نے پر امن طریق سے گفتگو سنی۔ اور حسن سلوک سے پیش آئے۔ جماعت کے پانچ آدمیوں نے تین گاؤں میں تبلیغ کی۔ اور ٹریکٹ تقسیم کئے

لوہ چب

سکھوں میں ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ اور تبلیغ کی گئی۔ گرنتھ صاحب سے انکی تسلی کی۔ اسی میں سے احمدی مبلغین نے ہندو مذہب کا رد بھی پیش کیا۔ تمام سکھوں نے بڑے شوق سے سنا۔ اور سوالات بھی کئے۔ اور کہا کہ ہمارے گرنتھیوں نے اسی طرح کھول کر کبھی نہیں سنایا۔ نش کلنک اوتار کی پیشگوئی سچی ہے۔ ہم غور کریں گے ؛

گلانوالی۔ گرنتھ گڑھ۔ بھائی تنگل

ان دیہات میں بھی تبلیغ کی گئی۔ بعض سکھوں نے متشددانہ سلوک کیا۔ اور گاؤں سے نکال دیا۔ ایک گرنتھی نے ٹریکٹ پھینک دیا۔ اور اپنے ہاتھ دھونے لگ گیا۔ اور سکھوں کو کہا کہ ان کو گاؤں میں مت گھسنے دو۔ غرض کھیتوں پر جاکر انفرادی تبلیغ کی۔

بھومال وڈالہ

تین گاؤں میں تبلیغ کی گئی۔ ۲۰۰ اشتہار تقسیم کئے گئے

بمبئی

صبح سے شام تک مختلف محلوں اور بازاروں میں انفرادی طور پر تبلیغ کی گئی۔ گجراتی۔ مرہٹی۔ انگریزی زبانوں میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ خدا کے فضل سے بہت اچھا اثر ہوا۔

نابھہ سٹیٹ

صبح سے شام تک احباب اپنے اپنے حلقہ میں تبلیغ کرتے رہے۔ غیر مسلموں نے نہایت شوق سے باتیں سنیں۔ اور درخواست کرکے ٹریکٹ لئے۔ ۲۵ دیہات میں تبلیغ کی گئی۔

مریدکے

قبل از دوپہر متعدد غیر مسلم احباب کے نام اردو گورمکھی سنسکرت میں دعوت نامے جاری کئے گئے۔ ۵½ بجے شام کو ایک جلسہ زیر صدارت ڈاکٹر بسنت سنگھ صاحب منعقد کیا گیا کثرت سے غیر مسلم دوست اس میں شامل ہوئے۔ اس میں نش کلنک اوتار پر تقریر کی گئی۔ اور بتایا گیا کہ موجودہ زمانہ کا اوتار آچکا ہے۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ہنود نے بڑی خوشی سے شمولیت کی۔ جن میں سے اکثر دوکاندار تھے۔ تقریروں کو غور سے سنا اور اچھا اثر لے گئے۔ صدر صاحب نے فرمایا۔ ایسے جلسے باعث اتحاد ہیں غرض یوم التبلیغ بخیر وخوبی ختم ہوا۔

پاک پٹن

جماعت احمدیہ پاک پٹن نے سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کی۔ چوہدری غلام احمد صاحب ایڈووکیٹ نے دکلار میں تبلیغ کی۔

ماہل پور

دو گاؤں میں تبلیغ کی گئی۔ ۱۴ ٹریکٹ تین کتابیں تقسیم کی گئیں۔ چند نوجوان جو تبلیغ نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے جو کچھ کمایا۔ کتب و ٹریکٹ کی خرید پر صرف کیا۔

تلونڈی راماں

منشی علی اکبر خان صاحب نے پچاس ساٹھ ہندو سکھ عیسائیوں کو اکٹھا کرکے تبلیغ کی۔ ڈاکٹر محمد احسان صاحب نے گوردوارہ کے میدان میں لیکچر دیا۔ تین صد کے قریب حاضری

تھی۔ گورونانک صاحب کے مذہب اور ان کی پیشگوئی درباره مسیح موعود علیہ السلام پر خوب روشنی ڈالی گئی۔ لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔

خوشاب

ایک سو ٹریکٹ تقسیم کیا گیا۔ ایک دوست آریہ سماج مندر میں پہنچے۔ اور دوسرے نے مشن لائبریری میں مشن لائبریری میں پادری صاحب سے دو گھنٹہ گفتگو ہوئی۔ غیر احمدی پادری کی مدد پر تھے۔ مگر احمدی کو کامیابی حاصل ہوئی۔

پنجاب کی حج کمیٹی کے ارکان

عوام کی اطلاع کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ حج تحقیقاتی کمیٹی کی سفارشات پر گورنمنٹ آف انڈیا نے سٹینڈنگ حج کمیٹی کے اتفاق رائے سے فیصلہ کیا ہے۔ کہ پنجاب میں ایک صوبجاتی حج کمیٹی مقرر کی جائے۔ کمیٹی مذکور کے ذمہ یہ فرائض ہونگے۔ کہ وہ زائرین حجاز کی عام سود و بہبود کا خیال رکھے۔ کمیٹی مذکور "رفقائے حجاج" مقرر کرے گی۔ اور زائرین کو معلومات مہیا کرے گی اور مشورہ اور امداد دے گی۔ کمیٹی مذکور کے ارکان اعزازی ہونگے۔ اور اس کے اجلاس کی شمولیت کے لئے کسی مواجب سفر یا کسی دیگر الاؤنس کے مستحق نہیں ہونگے۔

(۲) کمیٹی ۱۱۵ ارکان پر مشتمل ہوگی۔ جن میں سے دس منتخب کئے گئے ہیں۔ اور ۵ حکومت کی طرف سے نامزد کئے گئے ہیں۔ مندرجہ ذیل اصحاب ان جماعتوں کی طرف سے منتخب کئے گئے ہیں۔ جن کے نام ان اصحاب کے بالمقابل درج ہیں۔

(۱) خان بہادر شیخ محمد اسمٰعیل آنریری مجسٹریٹ راولپنڈی } انجمن اسلامیہ راولپنڈی

(۲) حاجی مولوی فرزند علی ہوم سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح قادیان } انجمن احمدیہ قادیان گورداسپور

(۳) شیخ محمد ظہیر الدین بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ پلیڈر میونسپل کمشنر } انجمن اسلامیہ انبالہ شہر

(۴) خان بہادر حاجی شیخ رحیم بخش ایم اے ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ وسشن جج لاہور } انجمن حمایت اسلام لاہور

(۵) سید حسن جعفری ایم۔ اے۔ ایم او۔ ایل۔ نواب پیلیس ایمپرس روڈ لاہور } جعفریہ ایسوسی ایشن پنجاب لاہور

(۶) خان صاحب چوہدری فضل دین ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر کٹڑہ موہن سنگھ امرتسر } انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور

(۷) ایم سراج دین احمد ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ } انجمن اسلامیہ امرتسر

(۸) شیخ محمد دین جان بی۔ اے (آنرز) ایل ایل بی } احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(۳) بیگم روڈ لاہور

(۹) شیخ جان محمد رئیس محلہ شیخاں ہوشیارپور } انجمن اشاعت اسلام جالندھر

(۱۰) حاجی خان فیض محمد خان آنریری مجسٹریٹ } انجمن اسلامیہ ملتان

مندرجہ ذیل اصحاب گورنمنٹ کی طرف سے نامزد کئے گئے ہیں۔

۱۔ خان بہادر حاجی مولوی سر رحیم بخش نائٹ ممبر لیجسلیٹو کونسل۔

۲۔ خان بہادر حاجی میاں محمد حیات قریشی سی۔ آئی ای۔ ممبر لیجسلیٹو کونسل

۳۔ مولوی ثناء اللہ صاحب مالک اخبار اہلحدیث امرتسر

۴۔ پیر سید محی الدین لال بادشاہ صاحب پیر کھنڈ ضلع اٹک۔

(۵) خان صاحب شیخ فضل الٰہی پی۔ سی۔ ایس۔ ڈائرکٹر انفارمیشن بیورو پنجاب

(۳) ارکان کمیٹی کے عہدہ کی میعاد تین سال ہوگی۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ ایک منتخب ممبر جب وہ اس جماعت کا ممبر نہ رہے۔ جس نے اسے منتخب کیا ہو۔ کمیٹی مذکور کا ممبر بھی نہیں رہے گا۔

(۴) کمیٹی مذکور کا صدر مقام لاہور ہوگا۔ اور اس کا پہلا اجلاس ۲۴ مارچ ۱۹۳۴ء بارہ بجے قبل دوپہر ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب لاہور کے دفتر میں منعقد ہوگا۔

(فضل الٰہی ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب)

38

جماعت احمدیہ ڈیرہ غازیخاں کا جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ شہر ڈیرہ غازی خاں کا جلسہ ۲۵ - ۲۶ فروری کو منعقد ہوا۔ اس موقع پر مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل مبلغ تشریف لائے۔ انہی تواریخ پر دیگر غیر احمدی مسلمانوں کے جلسے بھی تھے۔ یعنی حنفیوں کا الگ اور دیو بندیوں کا الگ تھا۔ جس میں انہوں نے خاص طور پر احمدیت کے خلاف بہت زہر اگلا۔ انہوں نے خصوصیت سے لال حسین کو بلایا ہوا تھا۔ ان کا جلسہ ۲۴ فروری ۳۴ء کو ۹ بجے وقت شب شروع ہوا۔ لال حسین کی تقریر شروع ہونے سے پیشتر ہماری جماعت کے نمائندہ ملک عزیز محمد صاحب پلیڈر نے کھڑے ہو کر کہا کہ منادی کے ذریعہ اعلان کرایا گیا ہے کہ مولوی لال حسین احمدیت کے خلاف تقریر کریں گے۔ اب چونکہ وہ تقریر کے لئے سٹیج پر آئے ہیں اس لئے میں پریذیڈنٹ صاحب جلسہ کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں۔ کہ چونکہ ان کی تقریر ہمارے خلاف ہوگی۔ اس لئے ہمیں بھی جواب کے لئے موقع دیا جانا چاہیئے۔ تاکہ پبلک پر حقیقت ظاہر ہو سکے۔ مگر پریذیڈنٹ صاحب نے جن کو علم ہو چکا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ کے علماء پہنچ چکے ہیں۔ جواب کا موقع دینے سے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔ اس پر ہمارے نمائندہ نے کہا۔ کہ اب جبکہ آپ نے ہمیں اپنے جلسہ میں بولنے کا موقعہ نہیں دیا۔ ہم آپ کو موقعہ دیتے ہیں۔ کہ ہمارے جلسہ میں آئیں۔ اور گفتگو کریں۔ اس بات کا پبلک پر خاص طور پر اثر ہوا۔ ۲۵ فروری کو ۹ بجے دن ہمارا جلسہ شروع ہوا۔ جس میں مولوی عبد الغفور صاحب نے لال حسین کے اعتراضات کا بالوضاحت پورا پورا جواب دیا۔ تقریر کے خاتمہ پر باوجود یہ اعلان کر دینے کے کہ اگر کوئی صاحب سوال کرنا چاہے تو اس کو موقعہ دیا جاتا ہے۔ کسی نے سوال کرنے کی جرأت نہ کی۔ رات کو بعد نماز مغرب ہمارا دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ جس میں شیخ حبیب الرحمٰن صاحب بی۔ اے سیکنڈ ماسٹر جام پور نے نہایت وضاحت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر روشنی ڈال کر ان کی صداقت ظاہر کی۔ اس کے بعد مولوی عبد الغفور صاحب نے پریذیڈنشل تقریر کی۔ جس میں پیشگوئیوں کے متعلق تقریر کی۔ ۲۶ تاریخ کی شام کو تیسرا اجلاس ۹ بجے رات کو شروع ہوا۔ جس میں مولوی عبد الغفور صاحب نے احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے پر تقریر فرمائی۔ جو دو گھنٹہ نہایت دلچسپ پیرایہ میں جاری رہی۔ ہر سہ اجلاسوں میں سامعین کی حاضری کافی تھی۔ جس میں سب جج صاحب تحصیلدار صاحب اور دیگر معززین بھی شامل ہوئے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس سالانہ جلسہ میں ہمیں امید سے بڑھ کر کامیابی ہوئی۔ جبکہ ہمارے جلسہ کے علاوہ چار دیگر جلسے ہمارے خلاف منعقد ہو رہے تھے۔ دوران جلسہ میں ہمیں مختلف غیر ذمہ دار لوگوں کی طرف سے مناظرہ کے لئے زبانی چیلنج ملتے رہے۔ لیکن کسی ذمہ دار سکرٹری انجمن سے باضابطہ چیلنج نہ پہنچا۔

(خاکسار محمد افضل)

رسالہ "البشارۃ الاسلامیۃ الاحمدیۃ" کا

نواں۔ دسواں اور گیارھواں نمبر

اس رسالہ کا نواں نمبر ماہ نومبر میں شائع ہو چکا ہے۔ جس میں مسئلہ ختم نبوت پر پیرکن بحث ہے۔ یہ بحث وہی مضمون ہے۔ جو مصر کے ایک بڑے عالم تیجانی سے تحریری مناظرہ کے طور پر پہلا مضمون لکھا گیا تھا۔ اور وہ شرائط کے مطابق اس کا جواب نہ دے سکا۔ اس لئے مقررہ مدت سے تین ماہ زائد انتظار کر کے اس مضمون کو شائع کر دیا گیا ہے۔

دسواں اور گیارھواں نمبر ایک ساتھ اخیر جنوری ۳۴ء میں شائع کیا گیا ہے۔ ذیل میں اس نمبر کے مضامین کی فہرست درج کرتا ہوں۔ ہاں اس نمبر کا مقالہ افتتاحیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یوم التبلیغ والا مضمون "پکارنے والے کی آواز" کا عربی ترجمہ ہے۔

(۱) نداء المنادی

(۲) جهاد الجماعة الاحمدية وشهادت شيخ الازهر

(۳) حالة الاسلام وفئة المشائخ والعمميين

(۴) صاحب جريدة "الفتح" يكفر الشيخ الاكبر

(۵) نحن وجريدة "الصراط المستقيم" البغدادية

(۶) الجامع الاحمدى بالكبابير

(۷) هل نحن دعاة الاستعمار ؟

(۸) لماذا يهجمون على الاحمديين

(۹) عشرون دليلا على بطلان لاهوت المسيح

(۱۰) اربع شهادات

(۱۱) هل هذه سخافة ؟

(۱۲) حقيقة موت

(۱۳) الجهاد الاسلامى لن ينفع ابداً

(۱۴) مقتبسات مفيدة

(۱۵) اظهار الحق حول بيان نشرته جريدة الفتح ومجلة نور الاسلام

(۱۶) اين هذا الفريق

(۱۷) الاسلام فى امريكا

احباب سے درخواست ہے۔ کہ اس رسالہ کی خریداری منظور فرما کر ممنون فرمائیں۔ چندہ خریداری و زر اعانت جناب ناظر صاحب تبلیغ قادیان کی معرفت یا براہ راست ارسال فرمائیں۔ چندہ سالانہ اڑھائی روپے ہے۔ خاکسار۔

ابوالعطاء الجالندهرى المبشر الاسلامى حيفا فلسطين

ایک مصیبت زدہ احمدی

مولوی الٰہی بخش صاحب سکنہ ہمراج پور رجب سے احمدی ہوئے ہیں۔ گاؤں کے لوگوں نے سخت تکالیف میں مبتلا کر رکھا ہے۔ حال میں ایک تعلیم یافتہ نوجوان ان کے ذریعہ احمدی ہوا۔ یہ دونوں ۵ ۲ فروری کو ہمارے ہاں آئے۔ اس دن گاؤں کے لوگوں نے اس لڑکے کی والدہ کو جوش دلایا۔ اور کہا کہ تمہارا بیٹا الٰہی بخش نے بے دین گمراہ کر دیا ہے۔ اور اب مضبوط کرنے کے واسطے ملک شیر محمد کے پاس لے گیا ہوا ہے۔ وہاں سے بہت برا اثر لے کر واپس آئے گا۔ اگر تو اپنے لڑکے کو مسلمان رکھنا چاہتی ہے۔ تو اپنی لڑکیوں سمیت راستہ پر جا بیٹھو۔ اور جوں ہی الٰہی بخش آئے۔ اس کی ڈاڑھی پکڑ لو۔ اور خوب مارو۔ اور لڑکے کو گھر میں قید کر رکھو۔ توبہ کراؤ۔ اس پر وہ عورت معہ اپنی تین چار لڑکیوں کے رستہ پر آبیٹھی۔ جب مولوی صاحب وہاں پہنچے تو اس نے ان کی ڈاڑھی پکڑ لی۔ اور اس کی لڑکیاں مارنے لگ پڑیں۔ دوسرے لوگ کھڑے تماشہ دیکھتے رہے۔ بعد ازاں مولوی صاحب کو چھوڑ دیا۔ اور بعض لوگ لڑکے کو پکڑ کر دھمکیاں دینے لگے۔ اور کہنے لگے توبہ کر۔ ورنہ مار مار کر چمڑا اتار دیں گے۔ اور اس کو بہت تنگ کیا گیا۔ اور مولوی الٰہی بخش صاحب کو بہت تکلیف پہنچائی جا رہی ہے۔ دوست دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھ عطا کرے۔ اور مولوی الٰہی بخش صاحب کی تکالیف دور کرے۔

(خاکسار۔ ملک شیر محمد از کوٹ رحمت خاں)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مسٹر انیے قائم مقام صدر کانگرس کے متعلق پونہ سے ۱۰ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ وہ کانگرس کی موجودہ پالیسی میں تبدیلی کرنے کی اشد ضرورت محسوس کر رہے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اس سلسلہ میں وہ گاندھی جی سے تبادلہ خیالات کریں۔

پنڈت مدن موہن مالویہ کے متعلق نئی دہلی سے ۱۱ مارچ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہ آج کل دہلی میں لوکل لیڈروں اور ممبران اسمبلی کے ساتھ اس بات پر غور کر رہے ہیں۔ کہ ملک میں کونسلوں اور اسمبلی کی نشستوں پر قبضہ کرنے کے لئے سوراجیہ پارٹی قائم کی جائے۔

احمد آباد میونسپلٹی کے مطالبہ پر حکومت نے گجرات نیشنل یونیورسٹی کی ضبط شدہ عمارت جو ۱۹۳۲ء سے پولیس کے قبضہ میں تھی۔ ہسپتال میں تبدیل کر دی ہے۔

سنڈے ایکسپریس لنڈن ۱۲ مارچ لکھتا ہے۔ کہ جب لارڈ ولنگڈن مئی میں لنڈن آئیں گے۔ تو وہ برٹش وزارت کے ممبران کے ساتھ اس شاہی دربار کے متعلق تبادلہ خیالات کریں گے۔ جس کے متعلق تجویز ہے۔ کہ اسے ۱۹۳۵ء میں ملک معظم کی تخت نشینی کی پچیسویں سالگرہ کے اعزاز میں دہلی میں منعقد کیا جائے۔

ریاست جموں و کشمیر میں ۱۰ مارچ کو کرنل کالون پرائم منسٹر کے دستخط سے یہ اعلان شائع ہوا۔ کہ چونکہ ریاست میں دوکانوں۔ مکانوں اور اشخاص پر پکٹنگ کی غرض سے خلاف قانون اجتماع ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے پبلک کے آرام اور ریاست کے امن کی خاطر یہ ضروری ہے۔ کہ اس قسم کے مجمعوں کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔ لہٰذا دو یا دو سے زائد اشخاص کا دوکانوں عمارتوں یا اشخاص پر پکٹنگ کی غرض سے اجتماع خلاف قانون قرار دیا جاتا ہے۔

حکومت کشمیر نے ۱۱ مارچ کو اعلان کیا ہے۔ کہ کوئی سرکاری ملازم کسی پولیٹیکل تحریک میں خواہ وہ ہندوستان میں ہو یا ریاست میں حصہ نہیں لے سکتا۔ اور نہ ہی کسی رنگ میں ان تحریکات کی مدد کر سکتا ہے۔

بمبئی کونسل میں ۱۰ مارچ کی اطلاع کے مطابق گورنمنٹ کی طرف سے ایک نیا بل پیش کیا جا رہا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ اچھوتوں کو آئندہ سرکاری کاغذات میں بجائے اچھوت کے پسماندہ لکھا جائے۔

پیرس سے ۱۰ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ فرانس نے اپنی فوجی طاقت کو مضبوط کرنے کے لئے ۲۷ کروڑ پونڈ خرچ کرکے ازسرنو تنظیم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے وزیر جنگ کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ سرحدوں پر اپنی طاقت مضبوط کرنے کے لئے ۱۹۳۵ء میں گیارہ کروڑ پونڈ تک خرچ کر سکتا ہے۔ وزیر بحر کو بھی بحری اسلحہ مضبوط بنانے کے لئے سوا کروڑ پونڈ خرچ کرنے کی ہدایت ہوئی ہے۔ اسی طرح ہوائی محکمہ کے اخراجات کے لئے کئی کروڑ پونڈ منظور ہوئے ہیں اور ان سب محکموں کو ہدایت کر دی گئی ہے۔ کہ وہ ہر وقت تیار رہیں۔

واشنگٹن سے ۸ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ سوویٹ گورنمنٹ نے تجویز کیا ہے۔ کہ اگر قرضہ کی موزوں شرائط طے ہو جائیں تو حکومت روس امریکن روئی کے پانچ لاکھ گٹھے خریدے گی۔

یو۔پی کونسل میں ۸ مارچ کو مرکزی حکومت کی اس تجویز کو جس کے رُو سے شکر پر محصول عائد کیا گیا ہے۔ قابل اعتراض کہتے ہوئے ایک قرارداد پیش ہوئی۔ جو بحث و تمحیص کے بعد منظور ہو گئی۔

قاہرہ کے بعض حلقوں میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے۔ کہ ہائی کمشنر کے لنڈن سے آتے ہی نئی وزارت قائم ہو جائیگی جس کے صدر اعظم عزت پاشا مقرر ہونگے۔ اس کے بعد تمام موجودہ سیاسی جماعتوں کو توڑ دیا جائے گا۔ اور موجودہ پارلیمنٹ اور کانسٹی ٹیوشن بھی منسوخ کر دیا جائے گا۔ اور آئندہ تین یا چار سال کے لئے نئے عہدیدار منتخب کئے جائیں گے۔ اس حکمت عملی کو کامیاب بنانے کے لئے حکومت مصر کا حکومت برطانیہ سے الحاق ضروری سمجھا جائے گا۔ بعدازاں ملک میں عربی زبان کا رواج قانوناً ممنوع قرار دے کر اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دی جائے گی۔

لورپول اور برکن ہیڈ کو لنڈن کی ایک اطلاع کے مطابق ایک سرنگ کے ذریعہ آپس میں ملا دیا گیا ہے۔ اس پر حکومت کا تقریباً ۸۰ لاکھ پونڈ خرچ ہوا ہے۔

ہر ہٹلر نے ۸ مارچ کو برلن میں موٹروں کی ایک نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ بیروزگاروں کو کام مہیا کرنے کے لئے ہر ایک جرمن کا یہ فرض ہے کہ وہ ایک موٹر کار خریدے۔ دوسرے ممالک کے مقابلہ میں جرمنی میں پانچ لاکھ موٹروں کی بجائے ساٹھ لاکھ موٹر کاریں ہونی چاہئیں۔

جاپانی پارلیمنٹ میں ٹوکیو سے ۹ مارچ کی اطلاع کے مطابق تجارت کے تحفظ کے لئے ایک بل پیش کیا گیا ہے۔ جس میں گورنمنٹ کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ خاص برآمدوں کی ممانعت کر دے۔ اور درآمدوں پر ۱۰۰ فی صدی تک ٹیکس لگائے۔

حکومت جرمنی کے ایک سرکردہ رکن مسٹر ڈیڈوالا ڈوٹ نے ۷ مارچ کو بروسیلز میں اعلان کیا۔ کہ جرمنی اب اس پوزیشن میں ہے۔ کہ معمولی نوٹس پر بھی وہ اعلان جنگ کر سکتا ہے۔ اور اس کے کامیاب ہونے کے بہترین مواقع ہیں۔ کیونکہ اس وقت جرمنی کے قبضہ میں جدید ترین اسلحہ بہترین ہوائی جہاز اور انتہائی زہریلی گیسیں ہیں۔

مسٹر ستیہ مورتی مدراس کے مشہور قوم پرست لیڈر ہیں۔ انہوں نے ۱۰ مارچ کو مدراس ہندو کالج میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اگر آج کانگرس آئندہ انتخابات میں شریک ہونے کا فیصلہ کرے۔ تو مجھے یقین ہے کہ کانگرس کے نمائندے کثیر تعداد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

مسٹر روزویلٹ صدر جمہوریہ امریکہ نے واشنگٹن سے ۱۰ مارچ کی اطلاع کے مطابق ایک سپیشل فرمان جاری کیا ہے۔ جس کے مطابق کیوبا کو چاندی خریدنے کے لئے روپیہ مہیا کرنے کی خاطر ایک بنک قائم کر رہا ہے۔ جس کا کل سرمایہ ۷½ لاکھ ڈالر ہے۔ یہ بنک کیوبا کو امریکہ سے چاندی خریدنے کے لئے روپیہ قرض دے گا۔

مسٹر رامزے میکڈانلڈ وزیر اعظم انگلینڈ کے متعلق لنڈن کا اخبار سنڈے ڈسپیچ ۱۰ مارچ لکھتا ہے۔ کہ کچھ عرصہ سے انہیں گمنام تہدیدی خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ جن میں انہیں قتل کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ سکاٹ لینڈ یارڈ نے خطرہ کے پیش نظر ان کی حفاظتی گارد کو ڈبل کر دیا ہے۔

بنگال کونسل میں ۱۰ مارچ کو ایک بل پاس ہوا۔ جس کے ماتحت دہشت انگیزوں کے جرائم کی سزا پھانسی تک دی جا سکتی ہے۔

کانگرسیوں کی مجوزہ کانفرنس جس کے متعلق یہ اطلاع شائع ہوئی تھی۔ کہ وہ ایسٹر کی تعطیلات میں اس امر پر فیصلہ کرنے کے لئے منعقد ہوگی۔ کہ کونسلوں پر کانگرس قبضہ کرے یا نہ۔ اس کے متعلق بمبئی سے ۱۲ مارچ کی اطلاع ہے کہ چونکہ مجوزہ کانفرنس کے اغراض و مقاصد کے متعلق کانگرسیوں میں بے حد اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ اس لئے کانفرنس منعقد نہیں ہوگی۔

ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ حال میں خوست کے شہر مالطوم میں ایک فوجی ٹریننگ سکول جاری ہوا ہے جس کی رسم افتتاح جرنیل آغا عبدالرؤف خاں نے ادا کی۔

نئی دہلی سے ۱۲ مارچ کا ایک کمیونک مظہر ہے۔ کہ ملک معظم نے ہز ہائی نس وزیر اعظم اور سپریم کمانڈر انچیف نیپال کو برطانوی افواج میں لفٹنٹ جنرل کا اعزازی عہدہ عطا فرمایا ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی